**Al-Mīthāq** ***(Research Journal of Islamic Theology)***
**ISSN:** 2791-0989 (P), 2791-0997 (E)
**Volume** 05, **Issue** 02, April - June 2026, **PP**: 90-112
**Open Access at**: https://almithaqjournal.org/

Article QR

# ضلع صوابی میں علماء دیوبند کی تفسیری خدمات اور مناہج: ایک تجزیاتی مطالعہ

# *An Analytical Study of the Tafsīr Contributions and Methodological Approaches of Deobandī Scholars (ʻUlamā) in District Swabi*


| | |
|---|---|
| **1. Inam ul Haq**<br>hqinamulhaq@gmail.com | *Ph D Scholar,*<br>*Department of Islamic Thought and Culture,*<br>*National University of Modern Languages, Islamabad.* |
| **2. Karishma Saleem**<br>karishmasaleem134@gmail.com | *M Phil Scholar,*<br>*Department of Islamic Studies,*<br>*Abdul Wali Khan University, Mardan.* |



| | |
|---|---|
| ***How to Cite:*** | Inam ul Haq and Karishma Saleem. 2026: "An Analytical Study of the Tafsīr Contributions and Methodological Approaches of Deobandī Scholars (ʻUlamā) in District Swabi". Al-*Mīthāq (Research Journal of Islamic Theology)* 5 (02): 90-112. |
| ***Article History:*** | **Received**: 07-05-2026 \| **Accepted**: 25-06-2026 \| **Published**: 27-06-2026 |



| | |
|---|---|
| ***Copyright:*** | **©The Authors** |
| ***Licensing:*** | This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License. |



| | |
|---|---|
| ***Conflict of Interest:*** | Author(s) declared no conflict of interest. |


## ***Abstract & Indexing***

## ***Publisher***

HIRA INSTITUTE
*of Social Sciences Research & Development*

# ضلع صوابی میں علماء دیوبند کی تفسیری خدمات اور مناہج: ایک تجزیاتی مطالعہ

# *An Analytical Study of the Tafsīr Contributions and Methodological Approaches of Deobandī Scholars (ʻUlamā) in District Swabi*


1. **Inam ul Haq**
   *Ph D Scholar, Department of Islamic Thought and Culture, National University of Modern Languages, Islamabad.*
   hqinamulhaq@gmail.com

2. **Karishma Saleem**
   *M Phil Scholar, Department of Islamic Studies, Abdul Wali Khan University, Mardan.*
   karishmasaleem134@gmail.com



## ***Abstract***

This research paper presents a comprehensive and analytical study of the Tafsīr contributions and methodological approaches of the Deobandi scholars (ʻUlamā) of District Swabi. These scholars (ʻUlamā) have played a vital role in the teaching, interpretation, and dissemination of the Holy Qur'ān, Tafsīr, and have developed distinct approaches (manāhij) in Qur'ānic Tafsīr. District Swabi, has long been an important center of Islamic scholarship. Over different periods, its scholars (ʻUlamā) have made remarkable contributions through Qur'ānic teaching circles, Dars-e- Qur'ān sessions, Dars-e-Tafsīr programs, and religious institutions. Their exegetical approach is characterized by simplicity, clarity, and accessibility for the general public, ensuring that the message of the Qur'ān effectively reaches both scholars and general public. The study highlights that the scholars of Swabi emphasize thematic coherence of the Qur'ān (rabṭ bayn al-ayat wa al-suwar), linguistic and grammatical analysis, explanation of asbab al-nuzūl, derivation of juristic rulings, and a strong emphasis on Tawḥid. Furthermore, they have actively addressed contemporary intellectual and doctrinal challenges by refuting different ideologies and promoting authentic Islamic teachings. The research employs a qualitative and analytical methodology, reviewing the lives, works, and interpretive methods of various scholars associated with religious institutions in District Swabi. It analyzes how these scholars have applied both transmitted (mathūr) and rational (ʻaqli) approaches in their exegesis, while simultaneously addressing contemporary issues alongside classical interpretations. Based on qualitative and historical analysis of available literature, this study concludes that the scholars of Swabi adopted a balanced, accessible, and practical approach to Qur'ānic interpretation, emphasizing clarity, linguistic analysis, contextual relevance, and adherence to authentic sources such as Ḥadīth and classical Tafsīr. Their efforts have significantly contributed to religious education, intellectual development, and socio-moral reforms. The study further concludes that the collective exegetical legacy of Swabi reflects a dynamic synthesis of tradition and contemporary relevance, ensuring the continued vitality of Qur'ānic scholarship in the region.



***Keywords:*** *Religious Education, Deobandi Scholars, Tafsīr, Ḥadīth, Qur'ānic Studies.*


## تعارف

قرآن مجید اسلامی تعلیمات کا بنیادی ماخذ اور ہدایتِ الٰہی کا سرچشمہ ہے، جس کی تفہیم و تفسیر ہر دور میں مسلم علماء کا ایک اہم

علمی فریضہ رہا ہے۔ اسلامی تاریخ میں مختلف ادوار اور خطوں کے علماء و مفسرین نے اپنے اپنے فکری، علمی اور لسانی پس منظر کے مطابق قرآن مجید کی تفسیر و تشریح میں نمایاں خدمات انجام دی ہیں۔ انہی علمی مراکز میں ضلع صوابی بھی ایک اہم حیثیت رکھتا ہے، جہاں کے علماء نے دینی تعلیم، تدریسِ قرآن اور تفسیرِ قرآن کے فروغ میں قابلِ ذکر کردار ادا کیا ہے۔ ضلع صوابی میں علماء دیوبند کے فکری و علمی اثرات نہایت گہرے ہیں، جس کے نتیجے میں یہاں کے علماء کرام نے تفسیرِ قرآن کے میدان میں قابلِ قدر خدمات انجام دی ہیں۔ ضلع صوابی کے علماء بالخصوص دیوبندی مکتب فکر سے متاثر ہیں۔ علماء دیوبند کے تفسیری مناہج میں قرآن مجید کی تفسیر میں سادگی، وضاحت اور عام فہم انداز، اعتدال، نصوص کی پابندی، اور فقہی بصیرت کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ آیات کے شانِ نزول، اسبابِ نزول، باہمی ربط، سیاق وسباق، لغوی و نحوی تحقیق، بلاغی پہلوؤں، فقہی استنباط، مقاصدِ شریعت اور عقیدۂ توحید کی وضاحت پر خصوصی توجہ دیتے ہیں۔ ضلع صوابی کے علماء و مفسرین نے اسی منہج کو اپناتے ہوئے درسِ قرآن، دورہ تفسیر، تحریری تفاسیر، خطبات اور دروس کے ذریعے قرآن فہمی کو عام کیا اور معاشرے کی فکری و اخلاقی اصلاح میں اہم کردار ادا کیا۔

ضلع صوابی میں موجود دینی مدارس اور علمی حلقوں سے وابستہ علماء کرام اور مفسرین کرام نے قرآن مجید کی تفسیر میں روایتی (تفسیر بالماثور) اور درایتی (عقلی یا تفسیر بالرائے) دونوں مناہج کو متوازن انداز میں اختیار کیا ہے۔ ان حضرات نے اپنی تفسیری خدمات میں احادیثِ نبویہ، آثارِ صحابہ و تابعین، اور مستند تفاسیر سے استفادہ کرتے ہوئے مقامی مسائل اور معاصر تقاضوں کو بھی ملحوظ رکھا ہے۔ یوں ان کی تفاسیر میں ایک طرف علمی گہرائی اور تحقیقی معیار پایا جاتا ہے، تو دوسری طرف سادگی، وضاحت اور عوامی افادیت بھی نمایاں ہوتی ہے۔ اسی طرح موجودہ دور کے فکری و نظریاتی چیلنجز کے تناظر میں صوابی کے علماء و مفسرین نے قرآن مجید کی روشنی میں انحرافی نظریات کا علمی و دلائل کے ساتھ رد کیا ہے، اور اسلامی تعلیمات کی اصل روح کو اُجاگر کرنے کی کوشش کی ہے۔ ان علماء و مفسرین نے مختلف دینی اداروں، مساجد، مدارس اور قرآنی دروس کے حلقوں کے ذریعے نہ صرف قرآن مجید کی تعلیم کو عام کیا، بلکہ اس کی تفہیم کے لئے ایک مربوط اور منظم منہج بھی تشکیل دیا۔ علماء دیوبند کا امتیاز یہ ہے، کہ انہوں نے تفسیرِ قرآن کو محض نظری یا فلسفیانہ بحث تک محدود نہیں رکھا، بلکہ اسے عملی زندگی، اصلاحِ معاشرہ اور دینی تربیت کے ساتھ بھی مربوط کیا۔

یہ مقالہ ضلع صوابی کے علماء دیوبند کی تفسیری خدمات اور ان کے منہجی پہلوؤں کا ایک تجزیاتی مطالعہ پیش کرتا ہے، جس میں ان کے علمی رجحانات، تفسیری اسالیب اور فکری خدمات کا جائزہ لیا گیا ہے، تاکہ اس خطے میں قرآنی علوم کی ترقی اور اس کے اثرات کو بہتر طور پر سمجھا جاسکے۔

## 1: مولانا عبد الہادی شاہ منصوریؒ (1893ء تا 1987ء)

آپ 1893ء میں مولانا عبد اللہ صاحبؒ کے گھر موضع شاہ منصور میں پیدا ہوئے[1]۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سے حاصل کی۔ صرف و نحو کی ابتدائی کتابیں مولانا محمد زمان شاہ عرف اباصاحبؒ، میاں ڈھیری کی مشہور شخصیت مولانا سید حسین شاہؒ اور موضع درہ کے مولانا محمد انعامؒ سے پڑھیں۔ پھر لکی مروت میں مولانا عبد الباقیؒ سے بھی بعض کتب پڑھیں۔ کافیہ اور شرح جامی ویسہ میں، مختصر اور مطول جیسی کتب بام خیل کے سودائی مولوی صاحبؒ سے، منطق و حکمت کی منتہی کتابیں علامہ حبیب اللہ زروبویؒ، علامہ قطب الدین غور غشتویؒ، علامہ عبد الحکیم صاحبؒ داجوی، علامہ محمد صدیق صاحبؒ ڈاگئی اور مولانا گل کاکاؒ (مولانا قطب الدین غور غشتویؒ کے بھائی) سے پڑھیں۔ دورہ حدیث مولانا نصیر الدین غور غشتویؒ سے دو سال میں پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔ پھر میانوالی میں مولانا حسین علیؒ سے علم تفسیر میں مہارت حاصل کی۔

فراغت کے بعد 1927ء میں اپنے گاؤں شاہ منصور میں مدرسہ تعلیم القرآن کی بنیاد رکھ کر بلا اُجرت درس وتدریس کا آغاز کرلیا۔ آپ ایک سال مکمل دورہ حدیث اور ایک سال موقوف علیہ پڑھانے کے ساتھ ساتھ فارغ اوقات میں فنون کی کتابوں کا درس دیتے تھے۔ مسجد میں روزانہ درسِ قرآن بھی دیتے تھے۔ 15 شعبان سے لے کر 24 رمضان تک دورہ تفسیر کا بھی اہتمام فرماتے۔ درس وتدریس کے ساتھ بیعت وارشاد کا سلسلہ بھی جاری رہتا۔

آپ خیبر پختونخوا کے اولین عالم دین ہیں، جنہوں نے دورہ تفسیر کا مقدس سلسلہ شروع فرمایا۔ آپ نے اپنی حیات کے پورے 61 سال درس وتدریس اور ترجمہ وتفسیر میں گزارے۔ اس دوران آپ سے صرف دورہ تفسیر میں تقریباً تیس ہزار تک پاکستان، ایران، افغانستان اور ملحقہ قبائل کے تلامذہ مستفید ہوئے اور دیگر باقاعدہ شاگرد جنہوں نے آپ سے حدیث اور دیگر فنون میں درس لیا، وہ اس کے علاوہ ہیں۔ 1953ء میں حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی۔ آپ نے تمام عمر تفسیر کتاب اللہ، تشریح احادیث رسول ﷺ اور تزکیہ نفوس میں گزاری۔ ہر ادا میں سنت کا اتباع کرتے تھے۔ قرآن مجید کا رواں دواں، عام فہم، بامحاورہ اور سلیس زبان میں ترجمہ آپ کی عظمت شان اور فہم قرآن پر بین ثبوت تھا۔ حضرت شیخؒ کی زندگی اور حیات طیبہ کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے، کہ انہوں نے قرآن مجید فرقان حمید کا ترجمہ انتہائی سادہ، سلیس، آسان اور بامحاورہ انداز میں پڑھایا۔ چونکہ قرآن مجید کی تعلیم اور ترجمہ وتفسیر ہی آپ کی زندگی کا اوڑھنا بچھونا تھا، اس لئے ترجمہ وتفسیرِ قرآن کے بارے میں آپ کے افادات کا زیادہ تر حصہ اسی پر مشتمل ہے۔ نہایت اعتدال پسند اور انکسار پسند تھے۔ آپ فارسی اور پشتو کے قادرالکلام شاعر تھے۔

آپ ایک مؤثر مبلغ اور مخلص ادیب تھے۔ جب کبھی کسی نے جہاں کہیں مدعو کیا، تو آپ نے وہاں جاکر دعوت الی اللہ دی۔ ایک بار علاقہ گدون کے بیسک نامی گاؤں میں ضعف کے باوجود دعوت وتبلیغ اور رضائے الٰہی کو ملحوظ رکھ کر جانے پر آمادہ ہوئے۔ واپسی پر رات کی تاریکیوں میں ایک پہاڑ پر سے اترتے ہوئے گر پڑے۔ پاؤں میں شدید چوٹ آئی۔ کافی عرصہ علاج معالجے کے بعد سلسلہ تدریس کا پھر آغاز کیا۔ آخر میں اس حال میں بھی درس نہیں چھوڑا، کہ چارپائی کے ذریعے مسجد لاکر تکیوں کے سہارے بٹھائے جاتے، اور فرماتے، کہ اگر سارا بدن ہی ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے، لیکن صرف زبان میں بولنے کی طاقت ہو، تو ان شاءاللہ درس کا یہ سلسلہ منقطع نہ ہونے دوں گا۔ قرآن مجید ہمارا مشن ہے، اگر تختِ شاہی اور سلطنت وحکومت کی پیشکش ہو، تو اس کو ہم لات مار کر ٹکرادیں گے۔

مختلف تصانیف کے علاوہ آپ کی تفسیری یادگار تفسیر البرہان فی مشکلات القرآن عربی میں مطبوع ہے۔ اس کی تفصیل کچھ اس طرح ہے:

- حصہ اول: سورۃ فاتحہ سے سورۃ الانعام تک بیان خالقیت ہے۔
- حصہ دوم: سورۃ الانعام سے سورۃ کہف تک بیان ربوبیت ہے۔
- حصہ سوم: سوہ کہف سے سورۃ سبا تک بیان برکت دُنیوی واُخروی ہے، یعنی المعطی للبرکۃ للہ تعالیٰ فی المال والعیال والحال۔
- حصہ چہارم: سورۃ سبا سے سورۃ الناس تک بیان قیامت ہے۔ یعنی بای ساعۃ نجیئ قطعاً۔

آپ کے درس تفسیر کے نمایاں خصوصیات اور منہج واُسلوب حسبِ ذیل ہیں:

1. دورہ تفسیر مادری زبان پشتو میں ہوا کرتا تھا۔ تمام اُمور دینی ودُنیاوی میں قرآن مجید کے کافی وشافی ہونے کے بارے میں

آپ فرماتے تھے، کہ قرآن مجید کی ابتداء میں بسم اللہ الرحمن الرحیم ذکر ہیں، اور آخری کلمہ الناس ہیں۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم میں پہلا حرف ب ہے اور الناس میں آخری حرف س ہے۔ ب اور س کے ملانے سے لفظ بس بنتا ہے۔ بس کا اُردو ترجمہ کافی و شافی ہے۔ یعنی یہ قرآن مجید دُنیا و آخرت میں کامیابی کے لئے بس یعنی کافی و شافی ہے۔ یعنی اس پر عمل کرنے سے ہم دنیا و آخرت میں کامیابی حاصل کرسکتے ہیں۔

2. قرآن مجید کا ترجمہ و تفسیر انتہائی سادہ اور سلیس آسان اور بامحاورہ انداز میں پڑھایا کرتے تھے۔

3. تفسیر قرآن کے ابتداء میں طلباء کو ایک ضابطہ بیان کرتے ہوئے کہتے تھے، کہ ہر علم کے شروع سے پہلے تین چیزوں کا جاننا ضروری ہے۔ تعریف، موضوع اور غرض وغایت اور چونکہ قرآن پاک کو اللہ تعالیٰ نے عالمی ضوابط و محاورات کے مطابق نازل فرمایا ہے۔ لہٰذا یہاں بھی قرآن مجید کی تعریف، موضوع اور غرض و غایت کا جاننا ضروری ہو گا۔ تو قرآن مجید کی تعریف کے بارے میں فرماتے تھے، کہ قرآن کی تعریف خود قرآن نے یوں بیان کی ہے:

كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ مُبَارَكٌ لِيَدَّبَّرُوا آيَاتِهِ وَلِيَتَذَكَّرَ أُولُو الْأَلْبَابِ۔[2]

فرماتے تھے، کہ یہاں تنوین تعظیم کے لئے ہے۔ مطلب یہ ہے، کہ قرآن مجید ایک عظیم الشان کتاب ہے، قرآن مجید کے عظمت کے دلائل بہت سے ہیں، لیکن ایک یہ ہے، کہ قرآن پاک نے تمام سابقہ کتابوں کو منسوخ کردیا۔ اسی وجہ سے ان پر اب عمل جائز نہیں، البتہ ان پر بھی ایمان واجب ہے۔ دوسری دلیل یہ ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے نزول کو اپنی طرف منسوب کیا، اور یہ نسبت قرآن کی عظمت کے لئے شاہد عدل ہے۔ اسی طرح اور بھی کافی دلائل بیان فرماتے تھے۔ موضوع کے بارے میں فرماتے، کہ قرآن مجید کا موضوع توحید ہے۔ یہ توحید باری تعالیٰ سے بحث کرتا ہے، اور اس کو دلائل مختلفہ سے ثابت کرتا ہے۔ قرآن مجید کی غرض وغایۃ دونوں جہانوں میں کامیابی بیان فرماتے تھے۔

4. آپ ہر سورۃ کی ابتدا میں سورۃ کی ترتیب مصحفی اور نزولی بیان کرتے تھے۔ سورۃ فاتحہ کو سورۃ اقراء پر مقدم کرنے کے بارے میں فرمایا، کہ چونکہ سورۃ الفاتحہ اجمالی قرآن ہے اور باقی قرآن مجید اس کی تفصیل ہے اور اجمالی تفصیل پر مقدم ہوتا ہے، اور اس اجمالی کی بناء پر سورۃ الفاتحہ متن ہو گیا اور باقی قرآن مجید اس کی شرح، اور یہ بات ظاہر ہے، کہ متن شرح پر مقدم ہوتا ہے، اسی وجہ سے سورۃ الفاتحہ کو شروع قرآن میں ذکر کیا گیا ہے۔ چونکہ قرآن مجید کے چار حصے ہیں، اور چاروں حصے الحمد للہ سے شروع ہوتے ہیں، تو اجمالاً سورۃ الفاتحہ میں اس کی تفصیل اس طرح ہوئی، کہ الحمد للہ کے بارے میں فرمایا، کہ اي الحمد للخالق فجاء ذکر مضمون الخالقیت یعنی یہ قرآن مجید کا مضمون اول بیان خالقیت کے بارے میں ہیں۔ مضمون ثانی کو رب العلمین میں ذکر کیا گیا ہے، مضمون ثالث یعنی مضمون برکت کو الرحمٰن الرحیم میں ذکر کیا ہے، اور مضمون رابع کو مالک یوم الدین میں ذکر کیا ہے۔ یعنی یہاں پر قیامت کی طرف اشارہ ہے۔ تو اس سے واضح ہوا، کہ سورۃ الفاتحہ میں قرآن مجید کے چاروں مضامین اجمالاً ذکر ہے۔

5. ربط بین الآیات اور ربط بین السور پر ان کے پورے توجیہات از حد عمدہ اور دلنشین ہوتی تھی۔ اگرچہ ربط بین الآیات اور ربط بین السورۃ سمیت ربط بین الرکوعات پر بڑی بڑی کتابیں لکھی گئیں ہیں، لیکن آپ کی یہ کوشش ہوتی تھی، کہ طلباء کی استعداد کے مطابق آسان ترین ربط ذکر فرمادیں۔ آپ دو سورتوں کے آغاز اور اختتام کے درمیان لفظی مناسبت بیان فرماتے تھے۔ اس سے طلباء کو سمجھنے میں دقت پیش نہیں آتی تھی۔

6. آپ کئی طرح سے سورۃ الفاتحہ اور سورۃ البقرہ کے درمیان ربط بیان فرماتے تھے، لیکن ایک یہ ہے، کہ فاتحہ کے حق میں دو صحیح حدیثیں وارد ہیں۔ اول یہ کہ فاتحہ جیسی سورۃ نہ قرآن مجید میں آیا ہے اور نہ تورات، انجیل وزبور میں نازل کی گئی ہے۔ دوم حدیث سورۃ الفاتحہ کے تین حصوں کے بارے میں ہے کہ حصہ اول اللہ تعالیٰ کے لئے ہے، اور یہ تین آیتیں ہیں، مالك یوم الدین تک، اور دوسرا حصہ اللہ تعالیٰ اور عبد کے درمیان مشترک ہے اور وہ ہے ایاك نعبد و ایاك نستعین فان العبادة والسوال علي العبد القبول علي الله تعالي اور تیسرا حصہ مختص بالعباد ہے وھي اھدنا الصراط المستقیم اور حصہ ثالثہ میں تین فرقوں کا ذکر آیا ہے۔ منعم علیھم، مغضوب علیھم اور ضالین اور ان فرق ثلاثہ کا ذکر سورۃ البقرہ میں علی الترتیب اور بالتفصیل ذکر ہوا ہے۔ چنانچہ الم سے لے کر المفلحون تک منعم علیھم کا ذکر ہے اور ان الذین کفروا سے عذاب عظیم تک مغضوب علیھم کا ذکر ہے اور ومن الناس سے لے کر ان الله علي کل شئ قدیر تک فرقہ ثالثہ ضالین کا ذکر ہے، اسی وجہ فاتحہ کے بعد سورۃ البقرہ ذکر کی گئی ہے۔

7. ہر سورۃ کا مضمون و دعویٰ اور خلاصہ پوری اہمیت کے ساتھ بیان فرماتے تھے۔ آپ فرماتے تھے، کہ قرآن مجید کا قاعدہ ہے، کہ ہر سورۃ میں ایک دعویٰ ذکر ہوتا ہے۔ کبھی سورۃ کے اول وابتداء میں، کبھی وسط میں، اور کبھی آخر میں۔ تو سورۃ الفاتحہ کا دعویٰ اور مضمون کے بارے میں فرماتے تھے، کہ یہاں دعویٰ سورۃ الفاتحہ کے ابتداء میں ہے۔ وھو قولہ تعالیٰ الحمد للہ یعنی تمام صفات کاملہ اللہ تعالیٰ ہی کے ساتھ مختص ہیں، اور اس کے بعد اس دعویٰ کے چار دلائل ذکر کئے اور وہ دلائل یہ ہیں:

ا۔ رب العلمین ب۔ الرحمٰن ج۔ الرحیم د۔ مالک یوم الدین

8. شانِ نزول میں مقصد سے متعلق ایک خاص واقعہ بیان کرکے اس پر آیت کی تطبیق کرتے تھے۔[3] سورۃ الفاتحہ کے بارے میں فرمایا، کہ یہ مکی سورۃ ہے، اور مکی ان سورتوں کو کہا جاتا ہے، جو قبل الہجرت نازل ہوئی ہوں۔ اس کے علاوہ جو سورۃ بعد الہجرت نازل ہوئی ہیں، وہ مدنی سورتیں ہیں۔

9. دورہ تفسیر کا مرکزی مضمون عقیدہ توحید باری تعالیٰ ہوتا ہے۔[4] اس وجہ اس عقیدہ توحید کو بڑے احسن انداز میں سامعین کو سمجھاتے تھے۔ تاکہ ہمارا عوام وخواص کا بنیادی عقیدہ صحیح اور قرآن وسنت کے مطابق ہو جائے۔

10. دوران تفسیر لغوی تحقیق اور نحوی ترکیب کو بیان فرماتے ہیں۔

11. فقہی مسائل اور تصوف وسلوک کے اسرار ورُموز پر محققانہ کلام فرماتے۔

12. مسئلہ نسخ کے بارے میں اپنے شیخ ومرشد کے نہج پر منسوخ آیات کے قائل نہ تھے۔

13. دوران تفسیر فتنہ قادیانیت، رفض وشیعیت، پرویزیت، بدعات ورسومات کی تردید پر زیادہ توجہ دیا کرتے تھے۔

14. مقدرات کی دنیا میں آپ اپنی نظیر نہیں رکھتے، ایسی تقدیر نکالتے، کہ فوراً اسی تقدیر کے سہارے پوری آیت کی تفسیر ذہن نشین ہو جاتی تھی۔[5]

15. دوران تفسیر دقیق وعمیق نکتوں کو پورے شرح صدر اور بصیرت کاملہ کے ساتھ بیان فرماتے تھے۔

16. آپ کے مواعظ حسنہ اور دروس میں ایک خاص قسم کی روحانی کشش اور ایمان افزاء جاذبیت پائی جاتی تھی۔

17. طلباء کی مذہبی اور روحانی تربیت فرماتے تھے۔

18. دورہ تفسیر میں موقع و محل کی مناسبت سے عربی، پشتو، اُردو اور فارسی کے اشعار بھی سنایا کرتے اور سامعین کو محظوظ فرماتے۔

19. دورہ تفسیر کے اختتام پر طلباء کو مجملہ اور نصائح فرماتے، کہ طالب علمو! جاؤ اور اپنے علاقوں کی غیر آباد مساجد کو قرآن مجید اور ترجمہ و تفسیر سے آباد کرو۔[6]

زندگی کے آخری سال میں دورہ تفسیر مکمل ہوتے ہی 23 اگست 1987ء کو اس دار فانی سے رخصت ہوئے۔ آپ کے بڑے صاحبزادے شیخ القرآن مولانا نورالہادی صاحب اپنے والد کے صحیح معنوں میں علمی جانشین ہیں۔ انہی کے طرز تقریباً 39 سالوں سے دورہ تفسیر پڑھانے کے خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

## 2: علامہ محمد لطف اللہؒ جہانگیروی (1907ء تا 1983ء)

آپ 8 ستمبر 1907ء کو مولانا عبدالحق جہانگیرویؒ کے گھر موضع جہانگیرہ میں پیدا ہوئے[7]۔ ناظرہ اپنے والدماجد کے خصوصی شاگرد باجوڑ ملا سے پڑھ کر ابتدائی کتابیں اپنے والد ماجد سے پڑھیں۔ فارسی نظم کی کچھ کتابیں زیارت کا کا صاحب میں بعض بزرگ اساتذہ سے پڑھیں۔ اپنے والدماجد سے شرح الوقایہ، شرح جامی، نور الانوار اور قطبی جیسے کتب میں استفادہ کیا۔ آپ کے والد آپ کو دہلی میں مدرسہ فتح پوری لے گئے۔ چار سال میں مختلف علوم و فنون کی اکثر کتابیں پڑھیں۔ اسی زمانہ میں علامہ مفتی کفایت اللہؒ سے آپ کا خصوصی تعلق پیدا ہو گیا۔ ان سے ہدایہ کامل، علم حدیث میں ترمذی شریف پڑھی۔ نیز مفتی صاحبؒ کی زیر نگرانی آپ افتاء کا کام بھی کرتے رہے۔ جس سے فتاویٰ نویسی میں خصوصی مہارت حاصل کی۔ آپ نے مولانا عبدالحق دہلویؒ کے کتب خانہ اور بعض مسودات سے بھی کافی استفادہ فرمایا۔

مدرسہ فتح پوری سے فارغ ہو کر آپ وطن واپس تشریف لائے۔ پھر چند ماہ گھر پر رہ کر دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لیا، اور دو سال وہاں گزار کر متعدد اکابر اساتذہ سے علوم و فنون کی تکمیل کر کے امتیازی پوزیشن سے فراغت حاصل کی۔ آپ کی سند مبارک پر مولانا انور شاہ کشمیریؒ، مفتی عزیز الرحمٰن عثمانیؒ، علامہ محمد رسول خان ہزارویؒ، علامہ سید اصغر حسین دیوبندیؒ اور علامہ محمد ابراہیم بلیاویؒ کے مبارک دستخط ثبت ہیں۔

آپ کو مدرسہ خیر المدارس ملتان، مدرسہ ڈابھیل (ہندوستان)، جامعہ اسلامیہ اکوڑہ خٹک اور دیگر بڑے بڑے مدارس سے شیخ الحدیث، شیخ التفسیر اور صدر المدرسین کے عہدہ کے لئے بار بار بلایا گیا، لیکن آپ معذرت کرتے رہے۔ صرف مولانا بنوریؒ کی دعوت پر جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی میں کئی برس تک ان کی رفاقت میں اعلیٰ تدریسی خدمات انجام دیں۔ اور پھر آخری دم تک اپنے گاؤں میں اعلیٰ اور اصعب کتابیں پڑھاتے رہے۔[8]

آپ نے پندرہ سال کی محنت شاقہ کے بعد تفسیر قدوۃ البیان فی معارف القرآن مکمل کی۔ یہ قلمی نسخہ ہے، جس پر تحقیق و تخریج کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ بزبان پشتو آپ کی تفسیر ہے۔ مولانا بنوریؒ، مولانا ہزارویؒ، علامہ افغانیؒ، مولانا رسول خان ہزارویؒ، مولانا جالندھریؒ، مولانا عبدالغفور مہاجر مدنیؒ اور بعض دیگر اکابر علماء نے آپ کو خطوط لکھے، استخارہ کرنے کے بعد شرح صدر ہوا، اور پشتو ترجمہ و تفسیر کا کام شروع کیا۔ جس میں انواری علوم کا ایک حصہ سمو دیا گیا ہے۔ 1936ء، 1965ء اور 1973ء میں حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی تھی۔ علاوہ ازیں مختلف دینی، مذہبی اور آزادی کے تحریکوں کے علاوہ قادیانیوں اور خاکساروں سے کئی کامیاب مناظرے کئے تھے۔ بالآخر 14 اگست 1983ء کو جمعرات کی شب آپ کی آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک پیدا ہو گئی، اور بدن سے

ایک عجیب سی خوشبو مہکنے لگی اور آدھی رات میں اپنے خالق حقیقی سے جاملے۔ بعد میں آبائی علاقے میں سپرد خاک کردیئے گئے۔

## 3: مولانا عبد القیومؒ خطیب صاحب کالوخان (1910ء تا 2003ء)

آپ 1910ء میں موضع کالوخان میں پیدا ہوئے[9]۔ ابتدائی رسائل اپنے والد ماجد سے پڑھیں۔ پھر دوبیان میں مولانا اول خانؒ سے خوب استفادہ کیا۔ اس کے بعد مولانا عبد الرؤفؒ گڈی، مولانا عبد الرزاق شاہ منصوریؒ اور علاقہ کے دیگر جید علماء کرام سے درسی کتب پڑھنے کے بعد اکوڑہ خٹک چلے گئے۔ 1939ء میں مولانا عبد الحقؒ کے ہمراہ دیوبند چلے گئے، اور باقی کتب کے ساتھ مولانا حسین احمد مدنیؒ، مولانا اعزاز علیؒ، مولانا ادریس کاندہلویؒ، مولانا عبد الخالقؒ اور مولانا عبد الحقؒ سے حدیث پڑھ کر سند الفراغ حاصل کی۔ فراغت کے بعد مولانا احمد علی لاہوریؒ سے تفسیر پڑھ کر قرآنی اِسرار و رُموز سے آگاہی حاصل کی۔

فراغت کے بعد پشاور تشریف لے گئے، اور ایک عرصہ تک وہیں پر درسی کتب پڑھاتے رہے۔ پھر حیدر آباد میں اعلیٰ کتب کا بے مثال درس دیا۔ 1960ء تک مختلف جگہوں میں اعلیٰ تدریسی خدمات انجام دینے کے بعد سکول میں بحیثیت دینی معلم تقرری ہوئی۔ جس سے 1973ء میں ریٹائرڈ ہوئے۔ سکول کے ساتھ ساتھ دار العلوم سیف الاسلام کالوخان میں درس و تدریس اور مسجد صدیق اکبر محلہ احمد خیل میں خطابت و امامت کے ساتھ درسِ قرآن دیتے رہے۔

دار العلوم دیوبند کے قیام کے دوران حضرت مدنیؒ نے آپ کو تمام سیاسی دوروں میں ساتھ لے جایا کرتے تھے، اور ان سے بہت کچھ سیکھا۔ دوسرے علوم کے ساتھ ساتھ سیاست میں بھی آپ اپنے زمانے کے علماء پر فائق تھے۔ آپ جمیعت علماء ہند کے نائب امیر اور تقسیم کے بعد جمیعت علماء اسلام پاکستان کے صوبائی امیر بھی منتخب ہوئے۔ 1960ء کو جب آپ اپنے گاؤں تشریف لائے، تو علاقے کے لوگوں اور تمام مکاتب فکر کے علماء نے آپ کو بالاتفاق گاؤں کا امیر و خطیب مقرر کیا۔ جس کی وجہ سے خطیب صاحب کے لقب سے شہرت دوام حاصل ہوئی۔ آپ محض انسانیت سے پیار کرنے والے ایک عظیم انسان تھے۔

آپ شعبان و رمضان میں چالیس روزہ دورہ تفسیر بھی پڑھایا کرتے تھے۔ 1970ء سے تقریباً 1993ء تک محلہ احمد خیل کالوخان میں دورہ تفسیر پڑھایا، اور اس کے بعد تقریباً پانچ سال تک دار العلوم سیف الاسلام کالوخان میں دورہ تفسیر پڑھایا۔ آپ قرآن مجید کی تفسیر خود قرآن مجید سے پیش فرماتے۔ اگر یہ ناممکن ہوتا، تو پھر قرآن مجید کی تفسیر احادیث مبارکہ سے پیش فرماتے تھے۔ اگر یہ بھی ناممکن ہوتا تو پھر اقوال صحابہ اور اقوال تابعین کی طرف رجوع کرتے تھے۔ آپ کا درسِ تفسیر مروجہ علاقائی اُسلوب کے مطابق ہوتا تھا۔ البتہ منہج اور چند خصوصیات حسبِ ذیل ہیں[10]:

1. آپ کا درس تفسیر علاقائی زبان پشتو میں ہوتا تھا۔
2. پہلے لفظی اور پھر بامحاورہ ترجمہ سلیس اور آسان الفاظ میں بیان فرماتے تھے۔
3. آیات میں صرفی و نحوی تحقیق تفصیلاً بیان فرماتے تھے۔
4. مولانا احمد علی لاہوریؒ کے طرز پر ہر سورۃ کا مختصر الفاظ میں خلاصہ بیان فرماتے تھے۔
5. ہر سورۃ سے متعلقہ احکامات بیان فرماتے تھے۔
6. آیات کے ضمن میں تمام تفصیل بھی بیان فرماتے تھے۔
7. درس کے اختتام پر لفظی ترجمہ دوبارہ بیان فرماتے تھے۔
8. اس کے بعد طلباء سے وہی لفظی ترجمہ دہراتے اور خود سنتے۔

9. دہرائی کے بعد طلباء کو گروپوں کی شکل میں دوبارہ دہرائی کرواتے تھے۔
10. درس کے دوران طلباء اور عوام وخواص کو اوراد و وظائف بھی دیا کرتے تھے۔

ساری زندگی دین اسلام کی خدمت میں گزار کر بالآخر 11 جنوری 2003ء کو اس دارِ فنا سے رخصت ہوئے۔ اور اپنی آبائی علاقے میں سپرد خاک کر دیئے گئے۔

## 4: مولانا حمد اللہ جان داجویؒ (1915ء تا 2019ء)

آپ 1915ء میں مولانا عبدالحکیمؒ کے گھر موضع ڈاگئی میں پیدا ہوئے[11]۔ آپ کے والد ماجد محدثِ زمانہ تھے۔ آپ خود، آپ کے والد، چچا، دادا، ماموں زاد، بیٹے اور بھانجے سب کے سب عالم فاضل اور اکثر مدرس رہے ہیں۔ اپنے گھر سے تعلیم کی ابتداء کر کے صرف ونحو اور فارسی ادب کی اکثر کتابیں اپنے ماموں قاضی امان اللہؒ سے پڑھیں۔ پھر علامہ حبیب اللہ زروبویؒ سے منقولات و معقولات پڑھنے میں مشغول ہو گئے۔ پھر استاذ محترم علامہ زروبویؒ کے ہمراہ مردان چلے گئے، اور تین سال کے عرصہ قیام میں منطق، فلسفہ، فقہ، اُصول فقہ اور کلامِ معانی وغیرہ علوم وفنون میں درس لیا۔ پھر 1945ء کے اوائل میں ہندوستان جاکر دارالعلوم مظاہر العلوم سہارنپور میں داخلہ لیا۔ ایک سال گزرنے کے بعد آئندہ سال موقوف علیہ میں داخل ہوئے۔ جلالین، ہدایہ، مشکوٰۃ، بیضاوی اور دیگر کتب میں آپ نے درس لیا۔ پھر اگلے سال آپ دورہ حدیث میں شامل ہوئے اور یوں صحاح ستہ سمیت مؤطین اور طحاوی شریف پڑھ کر سند الفراغ حاصل کی۔ آپ نے مولانا زکریاؒ سے بخاری شریف اور ابو داؤد شریف، مولانا عبدالرحمٰن کاملپوریؒ سے ترمذی اور طحاوی شریف، مولانا عبد الطیف مظفر نگریؒ سے ابن ماجہ، مولانا عبدالشکور کاملپوریؒ سے نسائی شریف پڑھنے کی سعادت حاصل کی۔ ان کے علاوہ مولانا سید احمدؒ، مولانا حسین احمد مدنیؒ، مولانا اعزاز علی دیوبندیؒ، مولانا عبد السمیعؒ، مولانا ابراہیم بلیاویؒ، مفتی کفایت اللہ دہلویؒ جیسے سلاطین علم سے علم حدیث میں شرف تلمیذ حاصل کیا۔ فن قراءت و تجوید میں مولانا قاری محمد سلیمانؒ سے استفادہ کیا اور سند حاصل کی۔ آپ نے شوال 1366ھ بمطابق 1947ء کو دورہ حدیث پڑھ کر سند الفراغ حاصل کی۔

آپ نے 1946ء میں فراغت کے بعد وطن واپس لوٹ کر والد اور عم محترم کی مسند تدریس سنبھالی۔ پہلے علوم میں عموماً اور فنون میں خصوصاً مشغول بالدرس رہے۔ معقولات میں یدِ طولیٰ رکھنے کے باعث علم کے پیاسے دور دور سے آکر آپ سے علمی پیاس بجھاتے رہے۔ تقریباً بیس سال تک مسجد میں درس دینے کے بعد 1966ء میں اپنے گاؤں میں باقاعدہ مدرسہ مظہر العلوم کی بنیاد رکھی، اور خود ہی صدر مدرس کی حیثیت سے تدریسی خدمات شروع کیں اور تن تنہا درجنوں کتب پڑھائیں۔ آپ نے صبح سے بیٹھ کر شام تک مختلف علوم وفنون کی 54 کتابیں مسلسل پڑھانے کا اعزاز حاصل کیا۔ تقریباً 32 سال تک تمام تر معقولات اور بعض منقولات احسن طریقے سے پڑھانے کے بعد 1978ء میں دورہ موقوف علیہ اور دورہ حدیث پڑھانا شروع کیا اور سوائے چند سالوں کے سالہا سال دورہ موقوف علیہ اور دورہ حدیث یک تنہا پڑھایا۔ صد سالہ زندگی گزار کر اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ درس و تدریس اور شوال و رمضان میں دورہ تفسیر کے اعلیٰ تدریسی خدمات انجام دے دیئے ہیں۔ 1947ء سے لے کر تادمِ آخر شعبان و رمضان میں دورہ تفسیر کے اعلیٰ تدریسی خدمات انجام دے چکے ہیں۔ تفسیر مظاہر حق کے نام سے ایک تفسیر بھی تصنیف فرمائی ہیں، جو کہ زیرِ طباعت ہیں۔ یہ تفسیر عربی میں ہیں، اور دو جلدوں پر مشتمل ہیں۔

آپ نے خون پسینہ ایک کر کے اس مدرسہ کی آبیاری کی۔ آپ کی انتھک محنت اور انتہائی خلوص اور للٰہیت کارگر ثابت ہوئی اور یوں یوں مدرسہ دن دگنی رات چوگنی ترقی کرتا گیا، اور طالبان حق کے قافلے پاکستان کے علاوہ افغانستان اور ایران سے اس

طرف رواں دواں نظر آنے لگے۔ بے مثال تدریسی خدمات کے علاوہ اہتمام کی ذمہ داریاں بھی انجام دے رہے تھے۔

1975ء میں بذریعہ سفینہ حجاج حج بیت اللہ سے بہرہ مند ہوئے۔ اسی جہاز میں تقریباً بیس ہزار پاکستانی حجاج کرام تھے۔ دوران حج کئی عرب متعلمین و معلمین آپ سے مستفید ہوئے۔ آپ کی خداداد قابلیت دیکھ کر الشیخ محمود ترکستانی طراز مدرس مسجد حرام نے آپ کو سند الاجازہ عطا فرمائی۔

تحریکِ آزادی، تحریکِ ختم نبوت، تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ اور دیگر دینی اور مذہبی تحریکوں میں اپنے اکابر اور ہم عصر علماء کے شانہ بشانہ کھڑے رہے۔ سیاسی وابستگی جمیعت علماء اسلام سے ہیں۔ مفتی محمودؒ کے ساتھ گہرے تعلقات تھے۔ حیات مستعار کے اکثر اوقات تدریسی خدمات یا پھر تبلیغی اسفار میں صرف ہوئے تھے۔ لیکن اس کے باوجود قلم و قرطاس سے برابر تعلق بر قرار رہا۔ عربی اَدب پر کامل عبور رکھنے کے باعث اکثر کتابیں عربی زبان میں لکھی ہیں۔ البصائر المنکری، التوسل باہل المقابر، کتاب التوحید، مناظرہ حرم، معدن الاسرار وغیرہ آپ کے تصانیف میں شامل ہیں۔ اس کے علاوہ فہم قرآن کے حوالے سے تفسیر مظاہر حق عربی زبان میں دو جلدوں میں، اُصول ترجمۃ القرآن اور ربط الرکوعات والسور بزبان عربی نمایاں ہیں۔

آپ کے دورہ تفسیر کے نمایاں خصوصیات حسب ذیل ہیں:

1. آپ کا دورہ تفسیر بزبان پشتو ہوتا تھا۔
2. آسان اور سلیس پشتو زبان میں لفظی ترجمہ فرماتے تھے۔
3. اس کے بعد آیات کی تفصیلی تفسیر بیان فرماتے تھے۔ اُعدت للکٰفرین۔[12] کی تفسیر میں بیان فرماتے تھے، کہ اس سے معلوم ہوتا ہے، کہ جہنم کفار کے لئے تیار کی گئی ہے۔ اب اگر مومن جہنم میں ڈالا جائے، تو ضرور بالضرور اس میں بھی کفر کی خصلت ہوگی، جس کو گناہ کبیرہ کہتے ہیں، اور اہل حق کے نزدیک گناہ کبیرہ سے انسان ایمان سے خارج نہیں ہوتا ہے۔ جب کہ خوارج کے نزدیک انسان گناہ کبیرہ کے ساتھ کفر میں داخل ہوتا ہے۔ جبکہ معتزلہ کے نزدیک منزلۃ بمنزلتین ہوتا ہے، یعنی نہ مسلمان ہوگا نہ کافر، اور دونوں کے عقائد غلط ہے۔
4. آیات اور سورتوں کے درمیان ربط اپنے نرالے انداز میں بیان فرماتے تھے۔
5. صرف و نحو میں مہارت کی وجہ سے آیات کی نحوی و صرفی ترکیب بھی بیان فرماتے تھے، جن پر حل آیات موقوف ہوں۔
6. تحقیق لغوی و بلاغت کے نکات کی نشاندہی بھی فرماتے تھے۔
7. فقہی جزئیات پر مکمل عبور ہونے کی وجہ سے اکثر فقہی مسائل پر تفصیل سے بات کرتے تھے۔
8. فقہی مسائل میں اختلاف بین المذاہب کو واضح فرماتے تھے۔
9. علم میراث میں مہارت کی وجہ سے میراث کے مسائل بھی موقع و مناسبت سے بیان فرماتے تھے۔ علم میراث اور علم فرائض کے ایک اہم مسئلہ موانع میراث کو ایک شعر میں یوں بیان فرماتے:

موانع میراث می دان چہار  قتل ورق واختلاف دین ودار

یعنی موانع میراث چار ہیں: قتل، رق یعنی غلام یا لونڈی ہونا، زوجین میں دین کا اختلاف اور دار کا اختلاف یعنی ایک دارالحرب میں ہو، اور دوسرا دارالاسلام میں۔

10. ذوالتوجیہات آیتوں کے مختلف توجیہات بیان فرماتے تھے، اور راجح توجیہات کی تعین فرماتے تھے۔

11. حل التعارض بین الآیات او الآیۃ والحدیث کا اہتمام فرماتے تھے۔
12. آپ کا دورہ تفسیر علمی شان کا ہوتا تھا، اسی وجہ سے علماء کرام کثیر تعداد میں شامل ہوتے تھے۔
13. اصلاحِ عقیدہ اور حسن اخلاق واعمال کی تلقین فرماتے تھے۔ نیز معاشرے کی اِصلاح پر بھی زور دیتے تھے۔
14. احکامات پر مشتمل آیات کی ضروری حد تک وضاحت اور ان احکامات کو موجودہ زمانے کے حوالے سے سمجھانے کی کوشش فرماتے تھے۔
15. طالب علموں کو اخلاص وللّٰہیت، تقوی وپرہیز گاری، رزق حلال اور اَدب واحترام قرآن کی تلقین فرماتے تھے۔
16. دورانِ تفسیر موقع و محل کے لحاظ سے عرب وفارسی شعراء کے اشعار بھی سناتے تھے۔ آپ کے زبان سے سنے ہوئے چند اشعار حسبِ ذیل ہیں:

عقل دراسباب می دارد نظر　　عشق میگوید مسبب رانگر
عقل آن باشد کہ بکشاید رہِ　　راہ آن باشد کہ پیش اردشہ

ایک موقع پر فرمایا:

جنت نانی کا گھر نہیں ہے　　خدا کی لاٹھی میں آواز نہیں ہے

ایک اور موقع پر فرمایا:

جمہور کی ابلیس ہیں ارباب سیاست　　باقی نہیں اب میری ضرورت تہِ افلاک

17. دورانِ تفسیر طلباء کی تروتازگی کے لئے لطیفے بھی بیان فرماتے تھے۔

ساری زندگی دین متین اور قرآن مجید کی خدمت کر کے بالآخر 12 جنوری 2019ء کو اپنے خالق حقیقی سے جاملے، اور اگلے روز نمازہ جنازہ کی ادائیگی کے بعد سپرد خاک کر دیئے گئے۔ آپ کے وفات کے بعد آپ کے نواسے اور علمی جانشین شیخ القرآن مولانا حافظ اسد اللہ صاحب دورہ تفسیر پڑھانے کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔

## 5: مولانا شمس الہادی شاہ منصوریؒ (1917ء تا 2009ء)

آپ 1917ء میں مولانا سرور شاہؒ کے گھر موضع شاہ منصور میں پیدا ہوئے[13]۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سے حاصل کی۔ پھر مولانا حبیب اللہؒ زروبوی سے کافیہ، شرح تہذیب وغیرہ کتابیں پڑھیں۔ پھر علاقہ چھچھ میں مولانا عبد الحنانؒ تاجک سے کتبِ فنون میں استفادہ کیا۔ دورہ موقوف علیہ اپنے ہی گاؤں میں مولانا عبد الرزاق شاہ منصوریؒ سے پڑھ کر سند الفراغ حاصل کی۔ پھر کچھ عرصہ مولانا سمندر خانؒ سے مردان میں بھی استفادہ کیا۔

فراغت کے بعد اپنے گاؤں میں مولانا فضل الٰہیؒ کے ساتھ درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ کچھ عرصہ بعد موضع توڑ ڈھیری میں درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔ پھر مولانا فضل الٰہیؒ کی معیت میں جامعہ اسلامیہ اکوڑہ خٹک میں درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ اس کے بعد 1989ء میں اپنے ہی گاؤں میں درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔ 1983ء میں سعادت حج بیت اللہ سے مشرف ہوئے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے دعائے مستجاب سے نوازا تھا۔ دور دور سے لوگ ان کے پاس صرف دعا کی عرض سے حاضر ہوتے تھے۔ مولانا اعزاز الحق شاہ منصوری دامت برکاتہم آپ کے علمی جانشین ہے، اور ان ہی کے طرز پر دین متین کی خدمت اور سماجی و معاشرتی اصلاح میں مصروف عمل رہتے ہیں۔ بالآخر 29 مارچ 2009ء کو اس دارِ فانی سے کوچ کر گئے۔

## 6: مفتی قاری حمد اللہ بام خیل (1934ء تا 2011ء)

آپ 1934ء میں صوابی کے گاؤں بام خیل میں مولانا محب اللہؒ کے گھر پیدا ہوئے[14]۔ تعلیم کی ابتداء اپنے گھر پر اپنے والد ماجد اور عم محترم مولانا شفیع اللہ صاحبؒ فاضل دیوبند سے کی۔ پھر مولانا عبد الرؤفؒ سے منطق، نحو اور معانی میں استفادہ کیا۔ پھر باجا کے مولانا عبد المستعانؒ سے بھی استفادہ کیا۔ پھر شاہ منصور میں مولانا عبد الرزاق شاہ منصوریؒ، مولانا فضل الٰہی شاہ منصوریؒ اور مولانا شمس الہادی شاہ منصوریؒ سے اکثر کتابیں پڑھیں۔ پھر جامعہ اشرفیہ لاہور سے باقی درسی کتب کے ساتھ دورہ حدیث پڑھ کر سند الفراغ حاصل کی۔ آپ کے دیگر اساتذہ میں مولانا رسول خان ہزارویؒ، مولانا محمد ادریس کاندہلویؒ، مولانا عبید الرحمٰن گجراتیؒ اور مفتی جمیل احمد تھانویؒ شامل ہیں۔ پھر دو تین سال قاری شاکر بن قاری عبد المالکؒ سے علم تجوید کے بعد مرکز دار الترتیل میں ایک سال قاری القراء محمد عیسیٰ خان صاحبؒ ڈیروی سے سبعہ عشرہ کی تکمیل کی۔

فراغت کے بعد گاؤں میں ایک سال اور پھر پورے 32 سال تک دار العلوم قادریہ مظہر الاسلام توڑ ڈھیر میں صرف و نحو کی ابتدائی رسائل سے لے کر بخاری شریف تک کی کتابیں بطریقہ احسن پڑھائیں۔ پھر 1997ء سے آخری دم تک دار العلوم سعیدیہ کوٹھا میں انتہائی کتابوں کے ساتھ ساتھ ترجمہ و تفسیر کی درس و تدریس کرتے رہے۔ آپ نے میراث کی کتاب سراجی پر پشتو میں ایک شاندار شرح بھی لکھی ہے۔ آپ نے دوران طالب علمی میں شیخ التفسیر مولانا محمد ادریس کاندہلویؒ اور مولانا رسول خان ہزارویؒ سے دورہ تفسیر میں استفادہ کیا تھا۔ آپ کے دورہ تفسیر کا منہج اور خصوصیات حسبِ ذیل ہیں:[15]

1. آپ کا درس تفسیر بزبان پشتو ہوتا تھا۔
2. درس مختصر مگر جامع ہوا کرتا تھا۔
3. عوام الناس کو سادہ اور عام فہم انداز میں درس دیتے تھے۔ جبکہ خواص کو ان کے استعداد کے مطابق علمی بحث و تحقیق کیا کرتے تھے۔
4. آیاتِ کریمہ سے متعلقہ فقہی مسائل تحقیق کے ساتھ بیان فرماتے تھے۔
5. معاشرہ میں موجود برائیوں کو ختم کرنے کے لئے درس میں خاص طور پر اہتمام فرماتے تھے۔
6. آیات میں ربط اور جدید فقہی مسائل کا استنباط کرتے تھے۔
7. صرفی و نحوی ترکیبات اور قراءت میں اختلافات بیان کرتے تھے۔
8. دورہ تفسیر میں مجموعی طور پر بات کرتے تھے۔ مخاطب کے ذہنی استعداد کے مطابق مسائل بیان کرتے تھے۔
9. تفسیر کے دوران بے جا اور اختلافی مسائل میں الجھنے سے پرہیز کرتے تھے۔ البتہ آیات کریمہ سے متعلقہ ضروری تفسیر و مسائل بیان فرماتے تھے۔ درس میں امن و محبت اور اُخروی زندگی کی کامیابی پر زیادہ زور دیا کرتے تھے۔
10. عوام کو اخلاقیات پر زیادہ زور دیا کرتے تھے اور ساتھ باطنی اصلاح بھی کیا کرتے تھے۔

7 مارچ 2011ء کو بشب پیر معمول کے مطابق نماز تہجد کے لئے اُٹھتے ہوئے اچانک عارضہ قلب کی وجہ سے اس دارِ فانی سے رحلت فرمائی۔ نماز جنازہ مولانا خلیل احمد مخلص نے پڑھائی، اور آبائی قبرستان میں سپردِ خاک کر دیئے گئے۔

## 7: مولانا امین الحق لاہوریؒ (1945ء تا 2018ء)

آپ 1945ء میں محمد حسین مرحوم کے گھر موضع لاہور میں پیدا ہوئے[16]۔ ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں کے قاضی سیف

الرحمٰنؒ سے حاصل کی۔ پھر دارالعلوم مظہر العلوم تورڈھیر میں مولانا شمس الہادی شاہ منصوریؒ سے استفادہ کیا، اور وہیں پر علوم وفنون کی تکمیل کی۔ پھر 1978ء میں دارالعلوم حقانیہ سے دورہ حدیث پڑھ کر سند الفراغ حاصل کی۔ آپ کے اساتذہ میں مولانا عبد الحقؒ، مولانا مفتی محمد فرید زروبویؒ، مولانا عبد الحکیم زروبویؒ، مولانا حسن جان شہیدؒ، مولانا محمد علی سواتیؒ اور مولانا سمیع الحقؒ شامل ہیں۔

آپ نے 1978ء میں فراغت کے بعد دارالعلوم اسلامیہ معروف بہ شہید بابا سے تدریس کا آغاز کیا اور چالیس سال تک درسی کتب کی اعلیٰ تدریسی خدمات انجام دیئے۔ ایک دو برس دورہ حدیث کے علاوہ چند برس دورہ موقوف علیہ پڑھانے کی سعادت بھی حاصل کی۔ علم فقہ اور اُصول فقہ میں آپ کے خدمات قابل تحسین تھے۔ درس و تدریس کے ساتھ امامت و خطابت کے فرائض بھی انجام دیئے۔ تعلیم الاسلام کے نام سے آپ نے ایک مدرسہ کی بنیاد رکھی، جس میں علوم وفنون پڑھائے جاتے ہیں۔ علم تفسیر میں مولانا شمس الہادیؒ اور مولانا عبد الہادیؒ سے استفادہ کیا، اسی وجہ سے آپ کے درس تفسیر میں آپ کے مذکورہ اساتذہ کرام کا رنگ غالب تھا۔ بہر حال آپ کے درس تفسیر کے نمایاں خصوصیات حسب ذیل ہیں:

1. آپ کا درسِ تفسیر مادری زبان پشتو میں ہوتا تھا۔
2. قرآن مجید کی تلاوت، لفظی ترجمہ اور پھر بامحاروہ ترجمہ بیان کرتے تھے۔
3. آیات اور سورۃ کے درمیان ربط بیان کرتے تھے۔
4. اختلافی مسائل میں الجھنے سے پرہیز کرتے تھے۔
5. اعتدال پسند اور تنقید کے قائل نہ تھے۔
6. معاشرے کے اصلاح میں کوشاں رہتے تھے۔
7. آپ کے درس میں واعظانہ رنگ غالب رہتا تھا۔

بالآخر 10 جنوری 2018ء کو انتقال کر گئے، نماز جنازہ مولانا چاند باچا صاحب نے پڑھائی اور آبائی قبرستان میں سپرد خاک کر دیئے گئے۔

## 8: مولانا نور الہادی شاہ منصوری (1947ء تا حال)

آپ 1947ء میں مولانا عبد الہادی شاہ منصوریؒ کے گھر پیدا ہوئے۔ ابتدائی دینی کتب بچپن ہی میں اپنے والد ماجدؒ سے پڑھیں۔ عصری تعلیم میں چوتھی جماعت پاس کرنے کے بعد دینی علوم کی طرف متوجہ ہوئے اور ابتداء سے لے کر انتہا تک تمام تر علوم مدرسہ تعلیم القرآن شاہ منصور میں پڑھ کر مولانا عبد الہادی شاہ منصوریؒ کی نگرانی میں فراغت حاصل کی۔ تبرکاً چکیسر مولوی صاحبؒ سے بھی ایک کتاب میں استفادہ کیا تھا۔

فراغت کے بعد والد ماجدؒ کی نگرانی میں درسی کتب اور دورہ حدیث کے درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا، اور بحمد للہ آج تک یہ سلسلہ جاری و ساری ہے۔ 23 اگست 1987ء کو مولانا عبد الہادی شاہ منصوریؒ کی وفات کے بعد آپ اپنے والد کے صحیح اور کامل جانشین ہیں۔ انہی کے منہج واسلوب پر تقریباً 39 سالوں سے 15 شعبان سے لے کر 24 رمضان المبارک تک دورہ تفسیر پڑھانے کا سلسلہ جاری و ساری رکھا ہے، اور اپنے عظیم والد بزرگوارؒ کے گرانمانہ گنجینہ تفسیر کی امانت کو عشاقِ قرآن کے دلوں میں ودیعت فرما رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس مرکز علم و معرفت کو تاقیامِ قیامت قرآن و حدیث کے انوارِ تجلیات سے درخشندہ و تابندہ رکھے۔ آپ کا درسِ تفسیر عموماً آپ کے والد ماجدؒ کے طرز و اُسلوب پر ہے۔ البتہ کچھ نمایاں خصوصیات و اُسلوب حسبِ ذیل ہیں:

1. دورہ تفسیر بزبان پشتو ہوتا ہے۔
2. انتہائی سادہ اور سلیس آسان الفاظ میں لفظی ترجمہ اور بامحاورہ ترجمہ بیان فرماتے ہیں۔
3. آیات اور سورۃ کے مابین ربط کو اپنے انوکھے انداز میں پیش فرماتے ہیں۔
4. موقع بموقع آیات اور سورتوں کا شانِ نزول بھی بیان فرماتے ہیں۔
5. دورہ تفسیر کا مرکزی مضمون عقیدہ توحید باری تعالیٰ ہوتا ہے۔
6. لغوی تحقیق اور نحوی ترکیب کو بیان فرماتے ہیں۔
7. فقہی مسائل کے جزئیات کو تفصیلاً بیان فرماتے ہیں۔
8. والد ماجدؒ کے طرز عمل پر دورہ تفسیر میں موقع و محل کی مناسبت سے عربی، پشتو، اُردو اور فارسی کے اشعار بھی سنایا کرتے ہیں اور سامعین کو محظوظ فرماتے ہیں۔
9. شرکیات وبدعات کے رد پر زور اور معاشرے کے اِصلاح کے لئے کوشاں رہتے ہیں۔
10. طلباء کی معاشرتی، دینی اور روحانی تربیت فرماتے ہیں۔ نیز معاشرہ میں موجود برائیوں کو ختم کرنے اور اصلاح معاشرہ کے لئے درس میں خاص طور پر اہتمام فرماتے ہیں۔

### 9: مولانا چاند باچا تورڈھیر (1948ء تا حال)

آپ 1948ء میں شہزاد خان مرحوم کے گھر موضع تورڈھیر میں پیدا ہوئے[17]۔ 1969ء میں میٹرک کا امتحان پاس کیا، مارچ 1969 میں آپ نے دارالعلوم قادریہ مظہر الاسلام میں پورے سات سال تک درسی کتب پڑھتے رہے۔ موقوف علیہ مولانا مفتی حمد اللہؒ بام خیل، مولانا شمس الہادی شاہ منصوریؒ اور مولانا عبد الرحیمؒ مہتمم مدرسہ ہٰذا سے پڑھ کر دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک تشریف لے گئے اور 1978ء میں مولانا فضل الرحمٰن کی رفاقت میں دورہ حدیث پڑھ کر سند الفراغ حاصل کی۔ آپ کے اساتذہ میں مولانا عبد الحقؒ، مفتی محمد فریدؒ زروبوی، مولانا محمد علی سواتیؒ، مولانا حسن جان شہیدؒ اور مولانا عبد الحکیم زروبویؒ شامل ہیں۔

تعلیم سے فراغت کے بعد واپس مدرسہ قادریہ مظہر اسلام تورڈھیر تشریف لے آئے، اور تدریس پر مامور ہوئے، اور 1980ء سے تاحال علوم وفنون کی درس وتدریس میں مشغول رہتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ اپنے محترم استاد مولانا مفتی حمد اللہؒ سے افتاء بھی سیکھتے رہے۔ لہٰذا ان کے جانے کے بعد اب آپ افتاء کا کام کرتے ہیں۔ 48 سال سے علوم وفنون پڑھاتے چلے آرہے ہیں۔ علم وفقہ پر اجتہادی شان کے مالک ہیں۔ علوم وفنون پر حاوی نظر رکھتے ہیں۔ صرف، نحو، معانی، بیان، اَدب، منطق اُصول فقہ، حدیث، اُصول حدیث، اُصول تفسیر اور تفسیر پر بالفافہ نظر کے حامل ہیں۔ شعبان تا رمضان دورہ تفسیر بھی اہتمام سے پڑھاتے ہیں، جس میں عوام الناس کے علاوہ علماء وطلباء شرکت فرماتے ہیں۔ مختصر تفسیر کے ساتھ ساتھ احکام اور فقہی مسائل پر بھرپور تحقیق فرماتے ہیں۔ تفسیر جلالین آپ کو ازبر ہیں، ضرورت کی بناء پر مزید تفاسیر کی طرف رجوع فرماتے ہیں۔ تقریباً 36 تفاسیر آپ کے لائبریری میں موجود ہیں، جس سے فارغ اوقات میں استفادہ کرتے ہیں۔

آپ کے تفسیری مناہج اور خصوصیات حسبِ ذیل ہیں:[18]

1. آپ کا دورہ تفسیر پشتو زبان میں ہوتا ہے۔
2. من حیث المتن ترجمہ اور اس کے بعد تفسر جلالین کے طرز پر تفسیر بیان فرماتے ہیں۔

3. لفظی اور بامحاورہ دونوں طرح ترجمہ سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں۔
4. مخاطبین کی ذہنی استعداد کے مطابق آیات کی تفسیر و تشریح بیان کرتے ہیں۔
5. احکامات پر مشتمل آیات میں مکمل تحقیق اور ضروری حد تک وضاحت فرماتے ہیں۔
6. ان احکامات کو موجودہ زمانے کے حوالے سے سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں۔
7. عوام وخواص کی اصلاح کے لئے کوشاں رہتے ہیں۔
8. دوسروں پر تنقید سے گریز کرتے ہے۔
9. درسِ تفسیر میں علماء کرام، طلباء کرام اور عوام وخواص کے لئے وعظ وارشاد بھی فرماتے تھے۔

آپ آج کل مدرسہ ہٰذا کے مہتمم، مفتی اور اُستاذ حدیث ہیں۔ اِصلاحی جرگہ تورڈھیر کے صدر بھی ہیں۔ آس پاس دیہاتوں میں وعظ وارشاد کے لئے جاتے رہتے ہے۔ آپ ایک زبردست، موثر اور فصیح اللسان مقرر بھی ہیں۔

## 10: مولانا قاضی فضل اللہ لاہوری (1952ء تاحال)

آپ 5 اکتوبر 1952ء کو حاجی مصباح اللہ مرحوم کے گھر موضع چھوٹا لاہور میں پیدا ہوئے[19]۔ سکول کے ساتھ ابتدائی کتابیں اپنے داداجان مولانا حمید اللہؒ سے پڑھیں۔ میٹرک کا امتحان پاس کیا اور ساتھ مولانا حمید اللہؒ اور مولانا سید اصغرؒ مانیروی سے فارسی وعربی ادب میں خوب استفادہ کیا۔ پھر تورڈھیر چلے گئے، اور دارالعلوم قادریہ میں درسی کتب پڑھیں۔ پھر دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں باقی علوم کی تکمیل کے بعد 1974ء میں دورہ حدیث پڑھ کر سند الفراغ حاصل کی۔ آپ کے اساتذہ میں مفتی فرید زروبویؒ، مولانا سمیع الحقؒ اور صدر المدرسین مولانا عبدالحلیم زروبویؒ، مولانا غلام اللہ خانؒ، علامہ شمس الحق افغانیؒ اور مولانا عبدالہادی شاہ منصوریؒ شامل ہیں۔ عصری تعلیم میں آپ نے تین مضامین اسلامیات، عربی اور سیاسیات میں ایم اے، پشاور یونیورسٹی سے ایل ایل بی کی ڈگری اور اسلامک یونیورسٹی سے ایل ایل ایم گولڈ میڈلسٹ کے ساتھ اپنے نام کر رکھی ہے۔

1974ء میں دارالعلوم حقانیہ سے فراغت حاصل کرنے کے بعد محلہ برہ خانہ لاہور میں تدریس شروع کی۔ تقریباً آٹھ سال تک مختلف کتابوں کا درس دینے کے بعد محلہ طاؤس خانی، محلہ زرگراں، پھر شہید بابا مدرسہ اور ڈاگئی میں اعلیٰ تدریسی خدمات انجام دیں۔ اس کے بعد اپنی مسجد میں درسی کتب کے علاوہ دورہ موقوف علیہ اور درسِ قرآن کا مشغلہ اپنایا۔ اس کے علاوہ تقریباً پچیس سال تک شعبان اور رمضان میں دورہ تفسیر پڑھایا۔ اس دوران دور دراز سے طلباء جوق در جوق آکر سیراب ہوتے رہے۔ 1996ء میں امریکہ چلے گئے۔ اور اب وہاں پر لاس اینجلس میں مقیم ہیں۔ وہاں پر بھی فقہ، حدیث اور تفسیر کا درس دیتے ہیں۔ نیز مختلف ریاستوں میں جاکر اسلام اور فلسفہ اسلام سے غیر مسلموں کو آگاہ کرتے ہیں۔ انگریزی زبان پر مکمل عبور اور مذہب اسلام کے علاوہ یہودیت اور عیسائیت پر گہری نظر رکھنے کی وجہ سے امریکہ میں خاصے مشہور ومعروف ہیں۔

آپ جمیعت علماء اسلام سے وابستہ ہیں۔ زمانہ طالب علمی میں جمیعت طلباء اسلام کے ضلعی امیر تھے۔ آپ کو پانچ زبانوں یعنی پشتو، اُردو، عربی، فارسی اور انگریزی پر مکمل عبور حاصل ہے۔ گزشتہ بیس سال سے مسلسل حج کے لئے آتے ہیں، جہاں پر ساری رات علمی مذاکرات ہوتے رہتے ہیں۔ درس وتدریس کے علاوہ آپ کے تصانیف میں تفسیر کشف الرحمٰن (پشتو)، حجتِ حدیث، اُصول تفسیر، اُصول فقہ، نشیب وفراز (آپ بیتی) اور انگریزی میں Islam; The Misunderstood Religion in west شامل ہیں۔ آپ ایک جید عالم دین، ثقہ مدرس اور ممتاز مفسر ہیں۔ 1993ء تک آپ کے دورہ تفسیر میں انقلابیت کا غلبہ رہا، جب کہ اس کے

بعد آپ کے دورہ تفسیر میں اصلاحی مزاج غالب رہتا ہے۔ آپ اپنے اکابر کے منہج واُسلوب پر ہمہ گیر نوعیت کا دورہ تفسیر پڑھاتے ہیں، جس کے خصوصیات حسب ذیل ہیں:

1. آبائی علاقے میں آپ کا دورہ تفسیر پشتو زبان میں ہوتا ہے، جبکہ اینجلس اور امریکہ میں انگریزی میں درس دیتے ہیں۔
2. علم اسرار دین کے تناظر میں دورہ تفسیر پڑھاتے ہے۔
3. قصصِ قرآنی کے رُموز واسرار بھی بیان فرماتے ہیں۔
4. حالات حاضرہ پر بھی انطباق کرتے ہیں۔
5. ربط بین الآیات والسور پر خصوصی توجہ فرماتے ہیں۔
6. شان نزول کے ساتھ ساتھ عصری تقاضوں کو مد نظر رکھتے ہیں۔
7. قرآنی آیات سے دینی نظریات کا استنباط کرتے ہیں۔
8. تاریخی واقعات اور اکابر علماء کی تاریخ بھی بیان فرماتے ہیں۔
9. معاشرہ کی اصلاح میں کوشاں رہتے ہیں۔
10. معاشرتی برائیوں کی روک تھام کی کوشش کرتے ہیں۔

## 11: مفتی زرولی خان جہانگیرویؒ (1953ء تا 2020ء)

آپ 1953ء میں موضع جہانگیرہ میں جناب محمد عاقل مرحوم کے گھر پیدا ہوئے۔ ناظرہ قرآن مولانا لطف اللہؒ اور حاجی سیف الرحمٰنؒ سے پڑھنے کے بعد مولانا احسان الحقؒ سے قرآن کریم کے سولہ پارے ترجمہ کے ساتھ اور ساتھ ابتدائی فارسی کی کتابیں پڑھیں۔ میٹرک کے ساتھ مولانا عبدالحنانؒ سے تین سال کافیہ، فصولِ اکبری، شافیہ، تہذیب و بدیع الزمان اور شرح وقایہ اولین و آخرین پڑھیں۔ مولانا لطف اللہؒ سے نفحۃ الیمن، کفایہ المتحفظ، الطریق الادیب الطریف اور مقامات کے کچھ حصہ اور ساتھ کافیہ، شرح وقایہ اور رسالہ صمدیہ پڑھیں۔ پھر 1973ء میں جامعہ بنوریہ میں درجہ رابعہ سے لے کر دورہ حدیث کی تکمیل کر کے سند الفراغ حاصل کی۔ آپ کے اساتذہ میں مولانا یوسف بنوریؒ، مولانا عبداللہ کاکاخیل اور مفتی ولی حسن ٹونکیؒ قابل ذکر ہیں۔

فراغت کے بعد کراچی کے علاقے گلشن اقبال میں جامعہ احسن العلوم کی بنیاد رکھی، جس میں درس نظامی کی ابتدئی رسائل سے لے کر منتہی کتب تک تدریس کا اہتمام فرمایا۔ جس میں ہزاروں طلباء علم کی سیرابی کر رہے ہیں۔ آپ خود اس مدرسہ میں شیخ الحدیث کے رتبے پر فائز رہے ہیں۔ آپ کا طرز تدریس محققانہ، محدثانہ ومفسرانہ تھا۔ دورانِ تدریس طلباء میں ذوق مطالعہ اور تحقیق مسائل کا جذبہ بیدار کرنے واسطے مسلم کتابوں کا حوالہ دیتے تھے۔ طالب علم کو نہ صرف فن حدیث بلکہ تفسیر، فقہ اور دیگر علوم وفنون کی بنیادی اور اہم کتب سے واقفیت بھی پیدا فرماتے تھے۔ آپ تمام تر علوم عقلیہ اور نقلیہ کے جامع عالم دین تھے۔ خاص کر علم حدیث، علم تفسیر، ادب و فقہ میں یدِ طولیٰ حاصل تھا۔ اتباع سنت آپ کی فطرت ثانیہ بن چکی تھی۔ علم وعرفان اور دینی جدوجہد کے سارے صفات اس عظیم شخصیت میں اکھٹے ہوئے تھے۔ آپ شعبان کی چھٹیوں میں بے مثال دورہ تفسیر پڑھاتے تھے۔ اس کے لئے آپ درجنوں تفاسیر کی ورق گردانی کیا کرتے تھے۔ آپ کے دورہ تفسیر میں عوام وخواص کے علاوہ علماء کرام و طلباء کرام دور دراز علاقوں سے کثیر تعداد میں شرکت فرماتے تھے۔ آپ کا دورہ تفسیر علمی نوعیت کا حامل ہوتا تھا۔ البتہ دورہ تفسیر کا منہج واُسلوب حسبِ ذیل ہیں:

1. آپ کا دورہ تفسیر قومی زبان اُردو میں ہوتا تھا۔

2. ابتداء میں اُصول تفسیر بیان فرماتے تھے۔
3. لفظی و بامحاورہ ترجمہ سلیس اور آسان الفاظ میں سمجھانے کی کوشش کرتے تھے۔
4. ربط بین الآیات والسورۃ بیان فرماتے تھے۔
5. سورتوں کا خلاصہ سلیس زبان میں بیان فرماتے تھے۔
6. مشکل الفاظ کے معانی سمجھانے کی کوشش کرتے تھے۔
7. شان نزول بھی اہتمام کے ساتھ بیان فرماتے تھے۔
8. مخاطبین کی ذہنی استعداد کے مطابق آیات کی تفسیر و تشریح بیان کرتے تھے۔
9. عوام وخواص کے لئے اصلاحی بیان بھی فرماتے تھے۔
10. درسِ تفسیر میں علماء کرام، طلباء کرام اور عوام وخواص کے لئے وعظ وارشاد بھی فرماتے تھے۔

تمام زندگی اللہ تعالیٰ کی رضا اور دین متین کی خدمت میں صرف کرکے بالآخر 7 دسمبر 2020ء کو اس دارِ فانی سے کوچ کرگئے۔ نمازِ جنازہ بروز منگل، صبح گیارہ بجے ادا کرنے کے بعد ان کی تدفین احسن آباد میں آپ کی ذیلی مدرسے میں کی گئی۔

## 12: مولانا خلیل احمد مخلص کوٹھاؒ (1964ء تا 2024ء)

آپ یکم جنوری 1964ء کو مولانا عبد الحکیمؒ کے گھر موضع کوٹھا میں پیدا ہوئے[20]۔ میٹرک کے ساتھ ابتدائی رسائل گھر پر ہی پڑھ چکے تھے۔ پھر دارالعلوم حقانیہ میں پورے آٹھ سال رہ کر علوم وفنون کی تکمیل کرکے مولانا عبدالحقؒ اور مفتی محمد فرید زروبویؒ سے حدیث پڑھ کر سند الفراغ حاصل کی۔ ساتھ پشاور یونیورسٹی سے اسلامیات اور اردو میں ایم اے کی ڈگری حاصل کی۔

دارالعلوم حقانیہ سے فراغت کے بعد 1986ء سے درس وتدریس کی ابتداء کی۔ پہلے پہل دارالعلوم صوفیہ کوٹھا اور پھر اپنے آبائی گاؤں میں دارالعلوم سعیدیہ کی بنیاد رکھ کر اہتمام کے ساتھ تادمِ آخر درس وتدریس کی ذمہ داریاں نبھائی۔ آپ مدرسہ کے مہتمم اور ساتھ کامیاب مدرس اور مسلم خطیب بھی تھے۔ مدرسہ میں ابتدائی رسائل سے لے کر درجہ موقوف علیہ تک کی تمام کتابیں پڑھائی جاتی ہے۔ کئی سال تفسیر جلالین اور تفسیر بیضاوی بھی زیرِ درس رہا ہے۔ سیاست کے میدان میں جمیعت علماء اسلام سے وابستہ رہے ہے۔ ضلع صوابی کے جنرل سیکرٹری اور امیر جمیعت علماء اسلام رہ چکے ہیں۔ آخر میں جمیعت علماء اسلام نظریاتی کے مرکزی امیر بھی رہے ہیں۔ حمد و نعت اور مرثیے وغیرہ بھی لکھنے میں مہارت رکھتے تھے۔ آپ نے کئی کتابیں تصنیف فرمائی ہیں، جس میں سوانح مولانا عبد الجبار کوٹھویؒ مطبوع، تذکرہ علماء ومشائخ صوابی، اُصول تفسیر (غیر مطبوع) اور اُصول حدیث (غیر مطبوع) شامل ہیں۔

آپ کا تقریباً چالیس سال سے شعبان ورمضان میں دورہ تفسیر پڑھانے کا معمول تھا۔ جس میں عوام وخواص کے علاوہ طلباء کثیر تعداد میں شریک ہوتے تھے۔ آپ نے چونکہ تفسیر میں مولانا عبد الہادی شاہ منصوریؒ اور مولانا اسد اللہ ہزارویؒ سے استفادہ کیا تھا، اس وجہ سے ان ہی کے منہج واُسلوب پر دورہ تفسیر پڑھانے کا معمول تھا۔ البتہ دورہ تفسیر کے نمایاں خصوصیات حسبِ ذیل ہیں:[21]

1. آپ کا دورہ تفسیر بزبان پشتو ہوتا تھا۔
2. ابتداء میں اُصول تفسیر بیان فرماتے تھے، پھر درس کے دوران ان اُصولوں کی تطبیق اور اجراء فرماتے تھے۔
3. اس کے ساتھ صرف ونحو کے قواعد وقوانین بھی بیان فرماتے تھے۔
4. عام فہم لفظی ترجمہ اور اس کے بعد بامحاورہ ترجمہ کا اہتمام سے رعایت اور خیال رکھتے تھے۔

5. آیات میں مذکور مشکل الفاظ کے معانی آسان اور سہل انداز سے سمجھانے کی کوشش کرتے تھے۔
6. آیات و سورۃ کا خلاصہ بھی بیان فرماتے تھے، تاکہ مفاہیم و مضامین قرآن کی سمجھ میں طلباء کو آسانی ہوں۔
7. دورہ تفسیر کے دوران آیات و سورۃ کا باہمی ربط بیان فرماتے تھے۔
8. فقروں اور جملوں کی نحوی تراکیب نیز لغوی و صرفی تحقیق کا بھی اہتمام فرماتے تھے۔
9. مشکل آیات کے سمجھانے کے لئے اسباب النزول کو بیان فرماتے تھے۔
10. الفاظ کے معانی مجازی و حقیقی اور اس کے لئے عرب شعراء کے اشعار سے اشہاد، نیز دونوں معنوں کے فرق اور راجح و مرجوح معنیٰ کی وضاحت بھی اہتمام کے ساتھ بیان کی جاتی تھی۔

تمام زندگی دین متین کی خدمت میں صرف کر کے بالآخر 1 دسمبر 2024ء کو اچانک دل کے دورے سے اس دارِ فانی سے رخصت ہوئے۔

## 13: مولانا حسین احمد ٹھنڈکوئی (1965ء تاحال)

آپ 1965ء میں موضع ٹھنڈ کوئی میں جناب سفارش خان مرحوم کے گھر پیدا ہوئے [22]۔ 1984ء میں مرغز سے میٹرک کا امتحان پاس کر کے دینی علوم کی ابتداء اپنے گاؤں کے مولانا احسان اللہؒ (اول فاضل جامعہ حقانیہ) اور حافظ غلام رسولؒ سے کی۔ ان دو نوں سے استفادہ کرنے کے بعد بام خیل میں مقیم آلائی مولوی صاحبؒ سے ابتدائی کتابیں پڑھیں۔ پھر لاہور کے مولانا شفیق الرحمٰنؒ سے چند کتابوں میں درس لیا۔ پھر مدرسہ عربیہ گجرات تشریف چلے گئے جہاں دارالعلوم کے فضلاء کرام مولانا امیر سیدؒ، مولانا محمد طیبؒ اور مولانا عرش اللہؒ سے خوب استفادہ کیا۔ اس کے بعد دورہ موقوف علیہ شاہ منصور میں مولانا شمس الہادی شاہ منصوریؒ سے پڑھ کر فیض حاصل کیا۔ پھر دورہ حدیث کے لئے دارالعلوم حقانیہ تشریف لے گئے اور مفتی فریدؒ، مولانا سمیع الحقؒ، مولانا عبدالحلیم دیرویؒ، مولانا مغفور اللہ باباجیؒ اور مولانا فضل الٰہی شاہ منصوریؒ سے حدیث پڑھ کر سند الفراغ حاصل کی۔

1993ء میں دارالعلوم حقانیہ سے فراغت کے بعد آپ نے اپنے گاؤں موضع ٹھنڈ کوئی میں جامعہ رشیدیہ کے نام پر ایک مدرسے کی بنیاد رکھی تھی اور اس میں تعلیمی سال کے آغاز میں باقاعدگی سے درس و تدریس سے منسلک ہوئے۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ باقاعدگی سے عشاء کی نماز کے بعد دورہ تفسیر پڑھانے کا معمول ہے، اور رمضان المبارک میں باقاعدگی سے طلباء کرام اور عوام و خواص کو دورہ تفسیر پڑھاتے ہیں، یہ سلسلہ الحمدللہ آج تک جاری ہے۔ آپ نے چونکہ قاضی فضل اللہ صاحب سے کئی بار تفسیر پڑھنے کی سعادت حاصل کی ہے، لہٰذا آپ کو تفسیری نکات پر مظبوط گرفت حاصل ہے۔ گزشتہ بتیس برس سے علمی، تدریسی، معاشرتی، مذہبی، تفسیری اور سیاسی اعلیٰ خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ سالہا سال تدریسی خدمات کے ساتھ مدرسے کا اہتمام اور دیگر سیاسی، سماجی اور معاشرتی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ آپ کے دورہ تفسیر کے نمایاں خصوصیات اور منہج واُسلوب حسب ذیل ہیں: [23]

1. دورہ تفسیر بزبان پشتو ہوتا ہے۔
2. تلاوت قرآن مجید اور اس کے بعد مختصر ترجمہ اور پھر تفسیر بیان فرماتے ہیں۔
3. قرآن مجید کا دعویٰ، سورۃ کا دعویٰ اور دلائل بیان فرماتے ہیں۔
4. رد شرک اور بدعات کی قلع قمع کرنا لوگوں کو بیان کرتے ہیں۔
5. معاشرہ کی برائیوں کا اصلاح فرماتے ہیں۔

6. جاہلیت اور ہندوانہ رسومات کارد کرتے ہیں۔
7. غیر شرعی کاموں سے قوم کو آگاہ کرتے ہیں۔
8. عوام الناس اور طلباء کرام کی مذہبی تربیت پر زور دیتے ہیں۔
9. دورہ تفسیر میں اکابر کے طرز پر توحید باری تعالیٰ کو بیان کرتے ہیں اور شبہاتِ توحید کا ازالہ فرماتے ہیں۔
10. سیاسی حوالے سے خلفائے راشدین سے لے کر اب تک علماء کرام کی خدمات سے عوام الناس اور طلباء کرام کو آگاہ کرتے ہیں۔
11. قرآن مجید اور احادیث مبارکہ کی روشنی میں علمائے کرام کی فرض مذہبی بیان فرماتے ہیں۔ نیز اتباع سنت و قرآن مجید کی دعوت دینا اور احکامات و معاملات کی تفصیل سے مخاطبین کو آگاہ کرنا بھی آپ کے درس کا خاصہ ہے۔

## 14: مولانا قاری اکرام الحق زیدوی (1972ء تا حال)

آپ 5 جنوری 1972ء کو مولانا قاری محمد صابرؒ کے گھر موضع زیدہ میں پیدا ہوئے[24]۔ ابتدائی علوم گھر پر ہی حاصل کی۔ اس کے بعد دورہ موقوف علیہ تک مختلف علوم و فنون جامعہ امدادیہ پشاور اور جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی سے حاصل کی۔ بعد ازاں دارالعلوم حقانیہ میں مفتی فرید زروبویؒ اور مولانا مغفور اللہ باباجی جیسے نابغہ روزگار شخصیات سے دورہ حدیث پڑھ کر فراغت حاصل کی۔ اس کے بعد دارلعلوم نصرۃ العلوم پشاور میں مفتی غلام الرحمٰن صاحب اور شیخ انوار الحق صاحب سے دورہ تفسیر پڑھ کر علم تفسیر میں مہارت حاصل کی۔

فراغت کے بعد ہی درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا اور گزشتہ تیس سالوں سے اپنے گاؤں میں جامعہ آل صفہ للبنات کی بنیاد رکھ کر اہتمام کے ساتھ درس و تدریس کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ 1996ء سے اپنے محلے کی مسجد میں عشاء کو درس دینے کا معمول ہے۔ اس کے علاوہ تعطیلات میں دورہ تفسیر بھی پڑھاتے ہیں، جس میں عوام و خواص اور طلباء و علماء شرکت فرماتے ہیں۔ آپ نے چونکہ تفسیر میں مفتی غلام الرحمٰنؒ اور شیخ انوار الحق سے استفادہ کیا ہے، اسی وجہ سے ان ہی کے منہج و اُسلوب اور خصوصاً شیخ القرآن مولانا سرفراز خان صفدرؒ کے منہج و اُسلوب پر دورہ تفسیر پڑھاتے ہیں۔ البتہ درس تفسیر کے چند خصوصیات اور منہج و اسلوب حسب ذیل ہیں:

1. آپ کا دورہ تفسیر بزبان پشتو ہوتا ہے۔
2. آیات اور سورۃ کے درمیان ربط بیان فرماتے ہیں۔
3. آیات اور سورتوں کے شان نزول کو اہتمام کے ساتھ بیان فرماتے ہیں۔
4. تعارض مابین الآیات کو واضح کرتے ہیں۔
5. مسلک اہل سنت والجماعت کے عقائد اور اختلافی مسائل کو دلائل سے واضح کرتے ہیں۔
6. احقاق حق اور ابطال باطل کا لحاظ رکھتے ہیں۔
7. معاشرے کی اصلاح اور طلباء کرام کی دینی تربیت پر زور دیتے ہیں۔
8. طلباء میں قرآن فہمی کا ذوق پیدا کرتے ہیں اور انسان کو نڈر رہنا سکھا دیتے ہیں۔

آپ ایک زبردست، موثر اور فصیح اللسان مقرر، خطیب اور خوش الحان قاری ہے۔ علاوہ ازیں فن مناظرہ کے بے مثل شاہ

سوار ہے۔ کئی علاقوں میں مختلف اختلافی مسائل پر کامیاب مناظرے بھی کئے ہیں۔ آس پاس دیہاتوں کے علاوہ دور دراز علاقوں میں وعظ وارشاد کے لئے جاتے رہتے ہے۔ آپ ختمِ نبوت کے علاقائی امیر بھی ہیں۔ اس سلسلے میں بھی آپ کے خدمات قابل تعریف ہیں، اور ختمِ نبوت کے ہر جلسہ میں آپ کو تقریر کے لئے مدعو کیا جاتا ہے۔

## 15: مولانا قاری احسان الحق شاہ منصوری (1973ء تا 2023ء)

آپ 13 اپریل 1973ء کو مولانا محمد امینؒ کے گھر موضع شاہ منصور میں پیدا ہوئے[25]۔ ابتدائی تعلیم گھر پر ہی اپنے والدین سے اور چھوٹا لاہور میں حاصل کی۔ اس کے بعد باقی علوم وفنون دارالعلوم عربیہ گجرات مردان، مدرسہ تعلیم القرآن شاہ منصور، جامعہ انوار العلوم گوجرانوالہ، جامعہ مظاہر العلوم گجرانوالہ اور مدرسہ نصرۃ العلوم گجرانوالہ سے تکمیل کرکے دورہ حدیث کے لئے جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک چلے گئے، اور مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہؒ اور مولانا مغفوراللہ دیر باباجی جیسے نابغہ روزگار اکابر سے دورہ حدیث پڑھ کر فراغت حاصل کی۔ فراغت کے بعد مولانا قاضی فضل اللہ صاحب، اور مولانا سرفراز خان صفدرؒ سے دورہ تفسیر پڑھ کر علم تفسیر میں کامل مہارت حاصل کی۔

فراغت کے بعد مختلف مدارس میں اعلیٰ تدریسی خدمات انجام دیں[26]۔ آج کل جامعہ رشیدیہ ٹھنڈ کوئی اور دارالعلوم شمسیہ زیدہ ضلع صوابی میں مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف اور جلالین شریف زیر درس ہیں۔ جامع مسجد لالوخیل شاہ منصور میں امامت وخطابت کے ساتھ سکول وکالج کے طلباء کرام کو قرآن مجید ناظرہ، ترجمہ وتفسیر پڑھانے کا معمول ہیں۔ آپ نے چونکہ تفسیر میں مولانا قاضی فضل اللہ صاحب اور مولانا سرفراز خان صفدرؒ سے مہارت حاصل کی ہے۔ اسی وجہ ان ہی کے منہج واُسلوب پر کئی سالوں سے گرمیوں کے تعطیلات میں عوام وخواص اور طلباء وعلماء کرام کو دورہ تفسیر پڑھانے کا معمول ہے۔ آپ کا دورہ تفسیر نہایت اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ آپ کے دورہ تفسیر کے نمایاں خصوصیات حسب ذیل ہیں:

1. آپ کا دورہ تفسیر مادری زبان پشتو میں ہوتا ہے۔
2. جمہور مفسرین کرام کی تفسیر کا لحاظ رکھ کر دورہ تفسیر پڑھاتے ہے۔
3. تفسیر کے بنیادی مأخذ اور متفق علیہ پر اعتماد کرکے تفسیر فرماتے ہیں۔
4. شذوذ اور اعتزال پسندی سے گریز کرتے ہیں۔
5. صرفی ونحوی مغلقات کا حل بیان فرماتے ہیں۔
6. رفع تعارض بین الآیات کا اہتمام فرماتے ہیں۔
7. موقع بموقع شان نزول بیان فرماتے ہیں۔
8. ربط بین الآیات والسورۃ کا بھی اہتمام فرماتے ہیں۔
9. آیات کا مرکزی مضمون سہل انداز میں سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں۔
10. مشکلات کا آسان حل پیش فرماتے ہیں۔
11. غلط تاویلات کا معقول جواب بھی پیش کرتے ہیں۔
12. کتب تفسیر میں موجود اسرائیلیات کا تحقیقی جائزہ بھی پیش کرتے ہیں۔

آپ 16 جون 2023ء کو اس دارِ فانی سے کوچ کرگئے۔

## 16: مولانا خطاب گل مینوی (1975ء تا حال)

آپ 1975ء میں جناب وحید گل مرحوم کے گھر گاؤں مینئ میں پیدا ہوئے[27]۔ میٹرک اور قرآن مجید کے حفظ کے بعد دارالعلوم حقانیہ تشریف لے گئے اور مولانا مغفور اللہ باباجیؒ سے نحومیر کی ابتداء اور آخری درجے تک دارالعلوم حقانیہ میں رہ کر علوم و فنون کی تکمیل کی۔ پھر جامعہ عثمانیہ پشاور سے دورہ حدیث پڑھ کر سند حاصل کی۔ آپ کے دیگر اساتذہ میں مولانا محمد اسماعیلؒ، مفتی ذاکر حسن نعمانی، مولانا محمد شعیب صاحب، مولانا مفتی نجم الرحمٰن صاحب اور مولانا مفتی غلام الرحمٰنؒ ممتاز ہیں۔ آپ نے شیخ الحدیث والتفسیر مولانا شیر علی شاہؒ سے دورہ تفسیر پڑھ کر قرآن مجید کے رموز و حقائق سے آگاہی حاصل کی۔ آپ بھی اپنے اکابر کے طرز پر دورہ تفسیر کا اہتمام کرتے ہیں جس میں عوام و خواص اور خواتین کثیر تعداد میں شامل ہوتی ہیں۔ آپ کے دورہ تفسیر کے نمایاں خصوصیات حسب ذیل ہیں:

1. آپ کا دورہ تفسیر آسان اور سلیس پشتو میں ہوتا ہے۔
2. لفظی اور بامحاورہ ترجمہ پیش فرماتے ہیں۔ مشکل الفاظ کے معانی آسان الفاظ میں سمجھاتے ہیں۔
3. سورتوں کا شانِ نزول کا اہتمام بھی فرماتے ہیں۔
4. عصرِ حاضر کے پیدا کردہ نئے نئے مسائل پر بہترین تشریح ہوتی ہیں۔
5. صرفی و نحوی تراکیب بھی بیان فرماتے ہیں۔
6. چونکہ درس میں مستورات بھی کثیر تعداد میں موجود ہوتی ہیں، اسی وجہ سے ان سے متعلق بالخصوص خانگی مسائل کی تہذیب کی حدود میں مکمل وضاحت بیان فرماتے ہیں۔
7. آپ کے درس میں اصلاحی رنگ غالب رہتا ہے۔
8. آپ کا دورہ تفسیر مفسرین کے اقوال کا نچوڑ ہوتا ہے۔

## نتائج بحث

مذکورہ مقالہ سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے، کہ ضلع صوابی کے علماءِ دیوبند نے علومِ قرآن خصوصاً تفسیرِ قرآن کے میدان میں نہایت وقیع اور ہمہ جہت خدمات انجام دی ہیں۔ ان حضرات کی تفسیری کاوشوں میں روایت (مأثور) اور درایت (معقول) کے امتزاج کے ساتھ ایک متوازن اور معتدل منہج نمایاں طور پر سامنے آتا ہے، جو علمی گہرائی کے ساتھ ساتھ عملی افادیت کا بھی حامل ہے۔ بحث کے دوران یہ امر بھی سامنے آیا، کہ ان علماء نے تفسیرِ قرآن کو محض نظری مباحث تک محدود نہیں رکھا، بلکہ اسے اصلاحِ عقیدہ، تزکیۂ نفس، اور معاشرتی اصلاح کے مؤثر ذریعہ کے طور پر استعمال کیا۔ ان کی تفاسیر میں سادگی، روانی اور عام فہم انداز پایا جاتا ہے، جس کے ذریعے عوام الناس تک قرآن فہمی کو بآسانی منتقل کیا گیا۔ ساتھ ہی انہوں نے احادیثِ نبویہ، آثارِ سلف اور مستند تفاسیر سے استفادہ کرتے ہوئے اپنی آراء کو مضبوط علمی بنیاد فراہم کی۔ مزید بر آں، ان کے تفسیری مناہج میں لغوی و نحوی تحقیق، ربطِ آیات و سور، شانِ نزول، اور مقاصدِ شریعت پر خصوصی توجہ دی گئی ہے، جس سے ان کی تفسیر میں جامعیت اور معنوی گہرائی پیدا ہوئی۔ فقہی بصیرت اور اعتدال پسندی بھی ان کے اسلوب کا نمایاں وصف ہے، جبکہ معاصر فتنوں اور فکری انحرافات کی تردید بھی ان کی علمی جدوجہد کا اہم حصہ رہی ہے۔

خلاصۂ کلام یہ ہے، کہ ضلع صوابی کے علماءِ دیوبند کی تفسیری خدمات ایک ایسے علمی ورثے کی نمائندگی کرتی ہیں، جو روایت و

درایت کے حسین امتزاج، عملی رہنمائی، اور فکری و اخلاقی اصلاح کے جامع پہلوؤں کا آئینہ دار ہے، اور جو موجودہ دور میں بھی قرآن فہمی کے فروغ کے لیے نہایت اہم اور قابلِ استفادہ ہے۔

## سفارشات

- ضلع صوابی میں تفسیر کے میدان میں کافی ذخیرہ غیر مطبوع ہے۔ ان کی طباعت ضروری ہے۔ طباعت کے بعد اس سے استفادہ آسان ہو جائے گا۔
- ضلع صوابی میں علماء و مفسرین کے دروس وغیرہ آڈیو فارم میں موجود ہے، اور بہت سے تصانیف لکھی ہیں، جس پر بھی تحقیق کی ضرورت ہے۔
- ضلع صوابی کے علماء و فضلاء نے تفسیر، اُصول تفسیر، علوم القرآن، ربط القرآن، مشکلات القرآن وغیرہ پر بہت سی کتابیں لکھیں۔ ان میں سے ہر میدان میں تحقیقی کام کی ضرورت ہے، تاکہ ان کے خدمات تک عوام کی رسائی ممکن ہو سکے۔
- صوبہ خیبر پختونخوا کے سطح پر دیگر مکتب فکر کے مدارس ہیں، جن کے خدمات قابل ستائش ہیں۔ ان کی تفسیری، قرآنی اور تصنیفی خدمات پر تحقیقی کام کی ضرورت ہے، تاکہ ان کے خدمات بھی واضح ہو جائے۔
- لوگوں اور نوجوانوں کی ترغیب کے لئے بھی دعوتِ قرآن اور تفسیری دوروں کی ضرورت ہے۔ ان کے دُنیوی تعلیم و تربیت کے ساتھ ساتھ باقاعدگی سے ان کے لئے دنیوی تعلیم کے علاوہ وقت میں دعوتِ قرآن کا اہتمام ضروری ہے، تاکہ نوجوان نسل دین اسلام سے دوری اختیار نہ کریں۔
- ضلع صوابی کے علماء کے کے پشتو طرز پر دورہ تفسیر کو قومی زبان اُردو میں بھی نشر کیا جائے، تاکہ دیگر عوام بھی اس سے استفادہ حاصل کریں۔

---

## References


1 Fayūḍ al-Raḥmān, Dr. Ḥāfiẓ Qārī, *Mashāhīr ʿUlamāʾ* (Lahore: Frontier Publishing Company, Urdu Bāzār, n.d.), 3:34; Ḍiyāʾ Allāh Jaddūn Ḥaqqānī, *Shakhṣiyyāt-i Ṣawābī* (Peshawar: Jaddūn Printing Press, 2014), 65.

2 Ibid., 29.

3 Fānī, Mawlānā Muḥammad Ibrāhīm, *Ḥayāt Shaykh al-Qurʾān* (Akora Khattak: Maktabah Ḥaqqāniyyah, 1990), 41.

4 Ibid, 17.

5 Ibid, 44.

6 Ibid, 97.

7 Fayūḍ al-Raḥmān, *Mashāhīr ʿUlamāʾ-i Sarḥad*, 523; Muḥammad Qāsim, *Tadhkirah ʿUlamāʾ Khyber Pakhtunkhwa* (Ṣwābī: Dār al-Qurʾān wa al-Sunnah, Sulṭān Ābād, Adīnah, 2013), 433; interview with Imdād Allāh (Chairman), Jahāngīrah, 15 August 2018.

8 Interview with Imdād Allāh (Chairman) regarding his tafsīrī services, Jahāngīrah, 15 August 2018.

9 Muḥammad Qāsim, *Tadhkirah ʿUlamāʾ Khyber Pakhtunkhwa*, 318; interview with Mawlānā Sālim Khān regarding his educational, religious, academic, and political services, Kālū Khān, 29 September 2018.

10 Interview with Mawlānā Sālim Khān regarding his tafsīrī services, Kālū Khān, 29 September 2018.

11 Muḥammad Amīr Shāh Qādrī, *Tadhkirah ʿUlamāʾ wa Mashāʾikh-i Sarḥad*, 2:208; Mawlānā Muḥammad Anas Ḥaqqānī, *Mawlānā Ḥamd Allāh Jān kī Mukhtaṣar Sawāniḥ* (Lahore: Maktabah al-Ḥusayn, 2017), 17.

12 Al-Qurʾān, 2:24.

13 Fayūḍ al-Raḥmān, *Mashāhīr ʿUlamāʾ*, 2:96; Ḥamd Allāh Yūsufzay, *Tadhkirah Ḥaḍrāt Shaykhayn* (Ṣwābī: Madanī Kutub Khānah, January 2014), 23; Muḥammad Raqīb Mujaddidī Dīobandī, *Tajalliyāt-i Shamsiyyah* (Shāh Manṣūr: Khānqāh Naqshbandiyyah Ghafūriyyah Shamsiyyah, n.d.), 7.

14 Interview with Qārī ʿUbayd Allāh (Senior School Teacher), Government High School Bām Khel, regarding his academic services, 16 September 2018.

15 Ibid.

16 Interview with Mawlānā Muḥammad Ḥāmid regarding his education and academic and tafsīrī services, Madrasah Shahīd Bābā, Lahore, 15 August 2018.

17 Personal interview with Mawlānā Chānd Bāchā, Dār al-ʿUlūm Qādiriyyah Maẓhar al-Islām, Tor Dher, 15 August 2018.

18 Ibid.

19 Interview with Mawlānā ʿAbbād Allāh regarding his introduction and tafsīrī services, Ṭhanḍ Koi, 20 September 2018.

20 Interview with Mawlānā Isrār Aḥmad, Jāmiʿah Saʿīdiyyah, Koṭhah, 15 September 2018.

21 Personal interview with Mawlānā Khalīl Aḥmad Mukhliṣ regarding his tafsīrī services, Jāmiʿah Saʿīdiyyah, Koṭhah, 16 September 2018.

22 Interview with Mawlānā Iḥtishām, Jāmiʿah Rashīdiyyah, Ṭhanḍ Koi, 16 September 2018.

23 Personal interview with Mawlānā Ḥusayn Aḥmad Ṭhanḍ Koi regarding his tafsīrī services, Jāmiʿah Rashīdiyyah, Ṭhanḍ Koi, 16 September 2018.

24 Interview with Qārī Zāhid ʿAlī regarding his introduction and tafsīrī services, Jāmiʿah Āl al-Ṣafā lil-Banāt, Zaidah, 16 September 2018.

25 Personal interview with Ḥaḍrat Mawlānā Qārī Iḥsān al-Ḥaqq, Jāmiʿah Rashīdiyyah, Ṭhanḍ Koi, 16 September 2018.

26 Personal interview with Mawlānā Qārī Iḥsān al-Ḥaqq regarding his tafsīrī services, Jāmiʿ Masjid Lālū Khel, Shāh Manṣūr, 16 September 2018.

27 Interview with Mawlānā Ḥaydar ʿAlī regarding his introduction and tafsīrī services, Dār al-ʿUlūm Raḥmāniyyah, Mainai, 16 September 2018.